اجماع و قیاس

کی

تصنیف

حضرت مولانا مفتی محمد اسرائیل رضوی

صدر المدرسین دار العلوم قادریہ علی پٹی، مہوتری، نیپال

ناشر: (مولوی) احمد حسین نوری، ساکن بھمرپورہ ضلع مہوتری (نیپال)

فاعتبروا یا اولی الابصار

تو عبرت لو اے نگاہ والو

الدلائل القاهرة للقياس و اجماع الامة

المعروف به

اجماع و قیاس

کی

تصنیف

حضرت مولانا مفتی محمد اسرائیل رضوی

صدر المدرسین دار العلوم قادریہ علی پٹی، مہوتری، نیپال

ناشر: (مولوی) احمد حسین نوری ساکن بھمرپورہ ضلع مہوتری (نیپال)

سلسلۂ اشاعت : نمبرا

نام کتاب : اجماع اور قیاس کی شرعی حیثیت

مصنف : مفتی محمد اسرائیل رضوی فخر نیپال

طباعت بہ تعاون : سیٹھ عبداللہ صاحب بشنپوری

سن طباعت : ۲۰۰۳ء مطابق ۱۴۲۳ھ

قیمت : پچیس ۲۵ روپے

تعداد : ایک ہزار

طباعت : پرنٹ آرٹ، امین منزل، سبزی باغ، پٹنہ ۴

پروف ریڈینگ : مفتی محمد عثمان رضوی

ملنے کے پتے

☆ دارالعلوم قادریہ مصباح المسلمین علی پٹی پوسٹ پپرا ضلع مہوتری، نیپال

☆ مدرسہ حنیفہ برکاتیہ جانکی نگر وارڈ۔۷، جنکپور، نیپال

☆ مدرسہ قادریہ غوثیہ مرغیا چک، سیتامڑھی، بہار

☆ مدرسہ سبحانیہ سارسر ضلع سرہا، نیپال

☆ مدرسہ محمدیہ برکاتیہ بھمر پورا وارڈ نمبر ۳، ضلع مہوتری، نیپال

☆ فیضی کتاب گھر، مہسول چوک، سیتامڑھی

☆ مدرسہ قادریہ نورالاسلام نوسوبگہا، ضلع دھنوسا، نیپال

☆ مدرسہ رضویہ اصلاح المسلمین، بھمر پورہ، ضلع مہوتری، نیپال

☆ مدرسہ عطائے مصطفےٰ بیلالادو جنکپور، ضلع دھنوسا، نیپال

ھدیۂ تشکر

خالق کائنات جل جلالہٗ کا بے پایاں شکر واحسان اور محسن کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا بے انتہا فضل وکرم اور جد محترم اور والدین کریمین کی نیک دعاؤں کا ثمرہ اور اساتذہ کرام کا فیضان ہے کہ میرے قلب وجگر میں باطل کے خلاف اجماع وقیاس سے متعلق کچھ دلائل وبراہین اکھٹا کرنے کا حوصلہ ملا۔

پھر میں مشکور ہوں استاذ الاساتذہ استاذ گرامی وقار حضرت علامہ مولانا مفتی محمد کلیم الدین رضوی صاحب قبلہ مدظلہ العالی شیخ الحدیث مدرسہ فیضان العلوم دار اپٹی مظفر پور اور حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین رضوی صاحب زید مجدہٗ الجامعتہ الاشرفیہ مبارکپور ضلع اعظم گڑھ کا جنھوں نے اس کتاب کی تصحیح وترتیب میں ہماری رہنمائی فرمائی۔اور علامہ مفتی محمد عثمان رضوی صاحب مدظلہٗ صدر مفتی مدرسہ قادریہ غوثیہ مرغیا چک سیتامڑھی کا جنھوں نے اپنے نیک مشورہ سے نوازا۔اور مولانا محمد مستقیم صاحب برکاتی الحاج مولٰینا عبدالحمید صاحب قادری مولٰینا محمد اسلم القادری صاحب مدرسین مدرسہ حنفیہ برکاتیہ جانکی نگر جنکپور۔مولٰینا عبدالمعید صاحب رضوی۔مولانا محمد عباس صاحب نوری مدرسین دارالعلوم قادریہ علی پٹی۔مولانا سعادت حسین اشرفی ناظم اعلیٰ مدرسہ امانیہ علی پٹی اور عزیزم مولوی محمد فضل یزدای کو میں فراموش نہیں کرسکتا جن کے پیہم تقاضوں کے سبب یہ کتاب معرض وجود میں آئی۔

اور اخیر میں تہہ دل سے میں مشکور ہوں پیکر اخلاص جناب سیٹھ عبداللہ صاحب ابن الحاج عبدالرحمٰن صاحب مرحوم عبداللہ سوپر مارکیٹ جلیشور کا جن کے مکمل مالی تعاون سے اس کتاب کی طباعت واشاعت ہوئی۔اللہ تعالی اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے موصوف اوران کے اہل وعیال کو دارین کی نعمتوں سے سرفراز فرمائے اوران کی تجارت میں خیر وبرکت نازل فرمائے۔آمین

محمد اسرائیل الرضوی القادری

شرف انتساب

امام الائمۃ، سراج الامۃ، کاشف الغمۃ، حضرت نعمان بن ثابت

امام اعظم ابو حنیفہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام

جنھوں نے خداداد صلاحیت سے قرآن واحادیث واقوال صحابہ کی روشنی میں مسائل شرعیہ کا استخراج واستنباط فرما کر امت مرحومہ پر احسان فرمایا۔

اور

سیدنا سرکار امام **احمد رضا** خاں فاضل بریلوی علیہ رحمۃ الباری

کے شہزادۂ گرامی، آبروئے سنیت حضور سیدی ومرشدی

علامہ الحاج محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب قبلہ

مفتی اعظم ھند

علیہ الرحمۃ والرضوان کے نام

جنکی نگاہ فیض نے نہ جانے کتنے ذروں کو ہمدوش ثریا کردیا۔ اور جن کی بارگاہ کی غلامی میرے لئے باعث فخر اور سرمایۂ آخرت ہے۔

اور

اپنے جد امجد الحاج برکت اللہ صاحب مرحوم اور والدین کریمین الحاج عبد الرحیم صاحب مرحوم وحدیثہ خاتون صاحبہ مرحومہ

کے نام

جن کی شفقت ومحبت اور پرخلوص دعاؤں نے مجھ بے مایہ کو کسی قابل بنا دیا۔

تقـــریظ

افقہ العلماء حضرت علامہ **مفتی محمد کلیم الدین** صاحب رضوی قبلہ مدظلہ العالی

شیخ الحدیث مدرسہ فیضان العلوم داراپٹی مظفرپور (بہار)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جس دور میں بھی باطل نے حق کے خلاف اپنی پوری طاقت وتوانائی کے ساتھ سر ابھارنے کی کوشش کی ہے اور خیالات فاسدہ کے ذریعہ لوگوں کو گمراہ کرنے کی ناپاک سعی کی ہے۔ تو اہل حق نے باطل کے مقابلے میں اپنی زبان وقلم کے ذریعے عقائد باطلہ اور خیالات فاسدہ کی دھجیاں دلائل شرعیہ کی روشنی میں بکھیر دی ہے اور احقاق حق وابطال باطل کیا ہے۔

ادھر کچھ دنوں سے اجماع وقیاس کے منکرین ملک نیپال کے اس علاقے میں اپنے خیالات فاسدہ کے ذریعے لوگوں کو گمراہ کرنے میں مصروف ہیں۔

زیر نظر کتاب ''**اجماع اور قیاس کی شرعی حیثیت**'' جو وقت کا اہم تقاضہ ہے۔ الحمد اللہ عزیز گرامی مولینا مفتی محمد اسرائیل رضوی فخر نیپال زید مجدہٗ نے اس تقاضے کو پورا کیا۔

اس کتاب میں موصوف نے اجماع اور قیاس کے حجت شرعیہ ہونے پر سیر حاصل بحث کی ہے اور بڑی محنت وعرق ریزی سے دلائل وبراھین کے ذریعے منکرین اجماع وقیاس کا رد بلیغ کیا ہے۔ اور بڑے ہی عمدہ پیرایہ میں

اپنے موقف کی وضاحت کی ہے جوان کی علمی صلاحیت کا مظہر ہے۔ اللہ تعالی اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں موصوف کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور اسے مقبول عام فرمائے۔ دارین میں جزائے خیر سے نوازے ان کے علم وعمل میں بے شمار برکتیں نازل فرمائے اور مزید تصنیف وتالیف کی توفیق رفیق بخشے آمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

احقر العباد **محمد کلیم الدین رضوی**

خادم مدرسہ فیضان العلوم داراپٹی مظفر پور

۱۰ ر شوال المکرّم ۱۴۲۳ھ

المتوطن رحمان پور ٹولہ مہدیا، ضلع مہوتری (نیپال)

☆☆☆

تقریظ

محقق عصر حضرت علامہ **مفتی محمد نظام الدین** صاحب رضوی مدظلہ العالی

استاذ و مفتی الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور، اعظم گڑھ (یو.پی)

باسمہ سبحانہ

کتاب ''اجماع اور قیاس کی شرعی حیثیت'' دیکھی۔ ماشاء اللہ۔ حضرت مصنف دام مجدھم نے بہتر طور پر عنوان کا حق ادا کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور یہ ثابت فرمایا ہے کہ اجماع اور قیاس کو کتاب اللہ وسنت رسول اللہ نے حجت شرعی قرار دیا ہے۔ اس لئے ان پر عمل بھی کتاب وسنت پر عمل ہے۔ اور انہیں کتاب وسنت کے خلاف کہنا جہالت وحماقت یا ضد وعناد ہے۔ کتاب آپ کے پیش نظر ہے مطالعہ سے یہ حقائق بخوبی عیاں ہوں گے۔ دعاء ہے کہ اللہ تبارک تعالی حضرت مولانا محمد اسرائیل رضوی صاحب کے قلم میں مزید پختگی عطا فرمائے اور انہیں ذوق تصنیف بخشے، اور ان سے دین حنیف کی وہ خدمات لے جن سے وہ راضی ہو، اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ تعالی علیہ والہ وصحبہ وسلم راضی ہوں۔ آمین بجاہ حبیبہ النبی الکریم علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم

محمد نظام الدین رضوی

خادم دار العلوم اشرفیہ مصباح العلوم مبارکپور

ضلع اعظم گڑھ (یو.پی)

۱۴۲۳/۶/۲۸ھ

۲۰۰۲/۹/۸ء

☆☆☆

تعارف

از قلم:

فقیہ العصر علامہ مولانا **مفتی محمد عثمان رضوی** صاحب زید مجدہ صدر مفتی

مدرسہ قادریہ غوثیہ مرغیا چک سیتامڑھی (بہار)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

لک الحمد یا اللّٰہ والصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللّٰہ

اس وقت آپکے ہاتھ میں زیر مطالعہ اخی الکریم مناظر اسلام فخر نیپال حضرت علامہ مفتی محمد اسرائیل رضوی صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ شیخ الحدیث وصدر المدرسین دار العلوم قادریہ مصباح المسلمین علی پٹی، ضلع مہوتری وصدر اعلیٰ آل نیپال سنی جمعیۃ العلماء کی محنت شاقہ سے نکلے ہوئے علمی جواہر پارے بنام ''اجماع اور قیاس کی شرعی حیثیت'' ہے امید ہے کہ ارباب علم ودانش اس سے محظوظ و مستفیض ہوں گے۔

آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ اس دور پرفتن اور دور الحاد میں مذہب وملت اور دین وشریعت کی بقا اور تحفظ کتنا اہم اور ضروری ہے اہل علم اور ذی شعور حضرات سے مخفی نہیں۔ جب کہ ادیان کاذبہ وفرقہائے باطلہ اپنے اپنے دعوے بے دلیلوں کو عربی ریال کے ذریعہ عوام الناس تک پہونچانے میں اور عوام کو قعر ضلالت وذلالت میں ڈھکیلنے کی ناپاک کوشش کر رہے ہیں۔ یہ بھی پوشیدہ نہیں۔ اسلام وسنت کا جھوٹا لبادہ اوڑھکر قرآن واحادیث کا غلط سہارا لے کر سرے سے اجماع اور قیاس کا ہی منکر بن بیٹھے جبکہ یہ دونوں قرآن واحادیث

کریمہ سے ہی نکلے ہوئے بحر ذخار ہیں جیسا کہ فاضل مصنف مدظلہ العالی کی تحریر پُر تنویر سے ظاہر و باہر ہیں۔ فاضل مصنف نے حتی المقدور اجماع اور قیاس سے متعلق قرآن و احادیث اور اقوال فقہاء و ائمہ کی روشنی میں اپنی گفتگو کو اہل علم و دانش تک پہونچانے میں سعی پیہم کی ہیں۔ یہ کام کتنا کٹھن ہے اسے وہی لوگ جان سکتے ہیں جنہوں نے کبھی اس خارزار میدان کی سیاحی کی ہوں۔

ع۔ کجا دانند حال ما سبک ساران ساحلہا

حضرت مفتی محمد اسرائیل صاحب قبلہ:۔ فاضل مصنف مدظلہ العالی ملک نیپال کے اس مردم خیز تاریخی مقام موضع۔ بھمر پورہ، ضلع۔ مہوتری سے تعلق رکھتے ہیں جہاں آپ کے جد امجد حاجی برکت اللہ صاحب مرحوم و مغفور نے ۱۳۷۷ھ میں مسجد کی تعمیر و حفاظت کی خاطر جام شہادت نوش فرمائے۔

ابر رحمت ان کی مرقد پہ گہر باری کرے

حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

آپ کی پیدائش اسی مردم خیز موضع بھمر پورہ میں ۱۹۴۸ء میں ہوئی۔ آپ کا گھرانہ شروع سے ہی علمی اور اسلامی تھا اس لئے آپ کے والد بزرگوار حاجی عبدالرحیم صاحب برکاتی مرحوم (متوفی ۱۱ر شعبان ۱۴۲۱ھ) نے علاقہ کے مشہور و معروف مرکزی دینی درسگاہ دارالعلوم قادریہ مصباح المسلمین علی پٹی میں آپ کو داخل کر دیا۔ یہاں آپ نے اپنے شفیق استاذ حضرت حافظ حکیم عبدالشکور صاحب قبلہ نور اللہ مرقدہٗ کے زیر تربیت رہ کر اردو، ناظرہ اور ابتدائی فارسی وغیرہ کی تعلیم مکمل کی۔ پھر استاذ الحفاظ والعلماء حضرت الحاج مولٰنا حافظ محمد زاہد حسین

صاحب قبلہ اور استاذ الاساتذہ ممتاز المدرسین حضرت علامہ مفتی محمد کلیم الدین صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ سے فارسی ،شرح جامی، بحث اسم تک علوم عربیہ و دیگر فنون اسلامیہ کی تکمیل کی۔

آپ چونکہ فطرۃً ابتدائی ہی سے نہایت ذکی اور ذہین واقع ہوئے تھے اس لئے حضرت استاذ الاساتذہ نے آپ کو خوب خوب نوازا اور نہایت ہی توجہ سے آپ کی تربیت فرمائی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ حضرت الاستاذ کے ان مشاہیر تلامذہ میں شمار کیئے جاتے ہیں جن پر حضرت کو ناز ہے۔

پھر آپ اپنے مشفق استاذ کے حکم واجازت سے دنیائے سنیت کی مادر علمی الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور ضلع اعظم گڑھ کا ۱۳۸۶ھ میں رخ فرمایا جہاں کی تعلیم وتربیت اکناف ہند میں ضرب المثال ہے۔ یہاں آپ نے مکمل پانچ سال تک حضور حافظ ملت علیہ الرحمتہ والرضوان کے زیر سایہ کرم رہ کر مشاہیر اساتذۂ کرام سے اکتساب فیوض وبرکات فرما کر ۱۳۹۰ھ مطابق ۱۹۷۰ء میں اکابر علماء اسلام کے ہاتھوں دستار فضیلت اور درس نظامیہ کی سند حاصل کی۔

مشاہیر اساتذۂ کرام: حکیم زمن حضرت حافظ عبدالشکور صاحب قبلہ زاہد ملت الحاج مولانا حافظ زاہد حسین صاحب قبلہ۔ استاذ الاساتذہ حضرت علامہ مفتی محمد کلیم الدین رضوی صاحب قبلہ۔ بحر العلوم حضرت علامہ مفتی عبدالمنان صاحب اعظمی ۔فخر الادباء حضرت علامہ ظفر ادیبی صاحب۔ فخر الادباء حضرت علامہ مولانا شفیع احمد صاحب قبلہ۔ خیر الاذکیاء حضرت علامہ حافظ عبدالرؤف صاحب قبلہ۔ حافظ ملت جلالتہ العلم حضرت علامہ حافظ عبدالعزیز صاحب قبلہ علیہم الرحمتہ والرضوان۔

بیعت وخلافت: جس وقت آپ مادر علمی الجامعتہ الاشرفیہ مبارکپور میں زیر تعلیم تھے اسی دوران فاتح انگلینڈ مناظر اہلسنت حضرت علامہ مولینٰا ارشد القادری صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کے زیر قیادت سرزمین سیوان بہار پر ۱۳۸۹ھ میں بہار صوبائی سنّی کانفرنس ہوئی۔ جس میں پورے ہندوستان کے اکابرین علماء اہلسنت اور مشائخ عظام تشریف فرما تھے۔ انہیں میں شبیہ غوث اعظم پیکر زہد وتقویٰ سیدی وسندی ومرشدی حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمتہ والرضوان کی بھی جلوہ گری تھی۔

خدا کی رحمتیں ہوں اے امیر کارواں تجھ پر
فنا کے بعد بھی باقی ہے شان رہبری تیری

حضرت فاضل مصنف اس کانفرنس میں موجود تھے آپ نے موقعہ کو غنیمت جان کر وہیں حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے دست حق پرست پر بیعت ارادت کا شرف حاصل کیا۔ پھر کئی سالوں کے بعد ایک بار جب آپ مفکر ملت حضرت علامہ مفتی عبدالمنان کلیمی صاحب قبلہ کی معیت میں خانقاہ عالیہ قادریہ برکاتیہ مارہرہ مقدسہ تشریف لے گئے تو وہاں بھی آپ نے فیوض وبرکات حاصل کرنے کی غرض سے پیر طریقت حضرت یحیٰ حسن میاں صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ کے دست مبارک پر بیعت تبرک حاصل کی۔ وہیں حضرت نے موصوف کو زبانی طور پر بغیر طلب کئے ہوئے اجازت وخلافت سے نوازا یہ فرماتے ہوئے کہ یہاں کے بزرگوں کے اشارہ پر ہی کسی کو خلافت دی جاتی ہے یہ آپ کی امانت ہے جسے آج آپ کے سپرد کر رہا ہوں۔ پھر جب آپ حضرت فخر نیپال صاحب کے وطن مالوف بھمر پورہ صبح طیبہ کانفرس منعقدہ ۱۴۱۶ھ میں

تشریف لائے تو حضرت نے باضابطہ مجمع عام میں سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ کی اجازت وخلافت کی دستار نعرۂ تکبیر ورسالت کے درمیان آپ کے سر پر باندھی ازیں قبل ایک موقعہ پر خطیب الہند نبیرۂ اعلیٰ حضرت حضرت علامہ توصیف رضا صاحب قبلہ بریلی شریف علی پٹی تشریف لائے تو وہاں آپ کو سلسلۂ عالیہ قادریہ رضویہ کی اجازت وخلافت عطا فرمائی۔ چنانچہ آپ نے اس کے بعد سلسلہ رضویہ کا کام مکمل پابندی کے ساتھ کرنا شروع کردیا۔ **فالحمدللہ علیٰ ذالک**

مشغولیت: فراغت کے سال ہی آپ کے احساس ذمہ داری، حسن کارکردگی اور علمی، عملی، تبلیغی قابلیت کو محسوس فرماتے ہوئے حضور حافظ ملت علیہ الرحمتہ و الرضوان نے آپ کو سری نگر کشمیر اسلامی تبلیغ واشاعت کے لئے بھیج دیا۔ جہاں آپ نے نہایت ہی حسن تدبر اور شان وشوکت کے ساتھ ایک سال تک خدمت دین متین انجام دی۔

جب آپ ۱۹۷۱ء میں تعطیل کلاں پر رمضان المبارک میں اپنے وطن مالوف تشریف لائے تو اراکین دارالعلوم قادریہ علی پٹی نے موقعہ کو غنیمت جان کر نائب صدر المدرسین کے عہدہ کے لئے پیش کش کی۔ انکار کے باوجود احباب وارکان نے آپ کو دارالعلوم قادریہ ہی میں رہنے پر مجبور کردیا بالآخر موصوف نے دارالعلوم قادریہ ہی کو اپنا علمی نشیمن بنایا اور نہایت ہی اعزاز واکرام اور رعب ودبدبہ کے ساتھ حضرت الاستاذ مدظلہ العالی کی قیادت میں درس وتدریس، وعظ وتقریر اور ردومناظرہ کے اہم فرائض انجام دینے لگے۔ پھر ۱۳۹۸ھ میں حضرت الاستاذ الاساتذہ کے دارالعلوم قادریہ کے چھوڑ دینے کی وجہ کر آپ صدر المدرسین

کے عظیم عہدہ پر فائز کیے گئے اور دارالعلوم قادریہ کی داخلی وخارجی تمام ذمہ داریاں سونپ دی گئیں۔ ماشاء اللہ وبحمدہ آپ نے نہایت ہی کمال تدبر اور دانشمندی کے ساتھ اپنے متعلقہ فرائض کو ایسا انجام دیا کہ پورے علاقہ میں آپ کے حسن تدبر کا ڈنکا بجنے لگا اور الحمد للہ تادم تحریر دارالعلوم کے ہر شعبے کو بحسن وخوبی انجام دے رہے ہیں۔

تاجدار مدینہ کانفرنس: جب آپ نے پورے طور پر دارالعلوم کا باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لیا تو آپ کی خواہش ہوئی کہ ایک عظیم کانفرنس دارالعلوم قادریہ کے زیر اہتمام ہو۔ چنانچہ آپ نے آل نیپال تاجدار مدینہ کانفرنس ۱۳۹۹ھ میں منعقد کرائی جس میں ہندو نیپال کے سینکڑوں اکابر علماء وخطباء نے شرکت فرمائی اور ملک نیپال کی قدیم ترین درسگاہ دارالعلوم قادریہ (جس کی بنیاد علاقہ کے چند معزز حجاج کرام نے ۱۳۵۱ھ میں ڈالی تھی) کو مرکزی درسگاہ تصور کیا اور یہاں کے خدمات جلیلہ کو سراہا۔ اسی موقعہ سعید پر مناظر اہلسنت حضرت محب محترم علامہ مفتی عبدالمنان کلیمی صاحب کے ایماء پر حضرت موصوف نے معزز علماء کرام کی موجودگی میں ''آل نیپال تنظیم المدارس'' کی بنیاد رکھی اور علماء کرام نے اس تنظیم کا جنرل سکریٹری آپ کو منتخب فرمایا۔

فخر نیپال کا لقب: اسی تاجدار مدینہ کانفرنس میں حضرت موصوف مدظلہ العالی کی بے لوث خدمات کو داد تحسین پیش فرماتے ہوئے سینکڑوں مشاہیر علماء کرام اور پچاس ہزار کی تعداد میں مجمع عام کے سامنے مناظر اہلسنت شہنشاہ قلم حضرت علامہ ارشد القادری صاحب قبلہ علیہ الرحمہ نے دعائیں دیتے ہوئے ''فخر نیپال'' کے

اعزازی لقب سے نوازا۔اور جملہ حاضرین علماء وعوام نے نعرہ تکبیر ورسالت کی گونج میں اس کی تائید وتوثیق کی یہی وجہ ہے کہ آپ ہند و نیپال میں ''فخر نیپال'' کے زرین لقب سے جانے پہچانے جاتے ہیں۔

آل نیپال سنّی جمعیۃ العلماء: علاقہ کے حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ کی دیرینہ خواہش تھی کہ علماء اہلسنت کی کوئی تنظیم ہو۔چنانچہ ۱۴۰۸ھ میں آپ نے دارالعلوم قادریہ مصباح المسلمین علی پٹی میں ہی مہوتری اور دھنوسا ان دو اضلاع کے مقتدر علماء وحفاظ کی بیٹھک بلائی اور اسی میں آپ نے اپنے مدعا کو رکھا اور باتفاق رائے آل نیپال سنّی جمعیۃ العلماء کا قیام عمل میں آیا۔آپ کی نظر وفکر کو دیکھتے ہوئے حاضرین علماء کرام نے اسی وقت آپ کے ہاتھ میں جمعیۃ کا باگ ڈور دیکر جنرل سکریٹری کا عہدہ پیش فرمایا اور آپ نے اسے بسر وچشم قبول فرمایا الحمدللہ آپ نے اپنی نگرانی میں جمعیۃ کے پلیٹ فارم سے بہت سارے لاینحل کام کو سر کیا اور قوم کے درمیان پڑے ہوئے بہت سارے اختلاف کو ختم فرمایا۔اور ابھی بھی آپ کی نگرانی میں جمعیۃ کام کر رہی ہے۔

مشاہیر تلامذہ: مولانا محمد مصلح الدین صاحب کٹیا۔مولانا مفتی محمد نجم الدین صاحب ابن حضرت حنیف ملت علیہ الرحمہ بیلا ایکڈارا۔مولانا محمد الیاس منظری مولانا محمد سلیم الدین صاحب برکاتی برداہا۔مولانا ساجد حسین صاحب برکاتی برداہا۔مولانا محمد الیاس برکاتی صاحب برداہا۔مفتی محمد عثمان صاحب کپتول مولانا شاکر القادری مجھاؤ۔مولانا محمد عباس صاحب نوری مدرس دارالعلوم قادریہ۔مولانا محمد خلیل الرحمن صاحب علی پٹی ۔مولانا عبدالرحمن صاح

یسمرد ہی۔مولانا محمد جنید عالم صاحب برداہا۔مولانا معین اشرف صاحب علی پٹی،مولانا مصلح الدین علی پٹی۔مولانا عبدالجبار صاحب گورھاری۔مولانا نورالحق صاحب دھناری۔مولانا مشہود صاحب کھونٹہ۔ودیگر سینکڑوں تلامذہ علماء دین متین کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں۔

تصنیف:زیرنظر کتاب حضرت موصوف کی پہلی تصنیف ہے۔ان شاءاللہ آپ کی دوسری تصنیف بنام ''مشکل کشاء'' مستقبل قریب ہی میں منظرعام پر آرہی ہے۔حضرت کی ذات بابرکات سے تصنیف وتالیف کے بہت سارے توقعات وابستہ ہیں۔

آخر میں ہم اپنے معزز علماء کرام وارباب علم ودانش کی بارگاہ میں مؤدبانہ التجا کرتے ہیں کہ فاضل مصنف مدظلہ العالی کی تحریر میں کہیں کوئی کمی نظر آئے تو بجائے طعنہ وانگشت نمائی کے از راہ اخلاص مطلع کریں تاکہ دوسری ایڈیشن میں اس کا اصلاح کیا جاسکے۔دعا ہے کہ مولائے کریم اپنے حبیب رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل حضرت کا سایہ تادیر قائم رکھے تاکہ ان کی ذات سے مسلک اعلیٰ حضرت ودین وملت کا کام زیادہ سے زیادہ ہوسکے۔آمین ثم آمین بجاہ سیدالمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

طالب دعاء۔

فقیر محمد عثمان الرضوی القادری

مفتی دارالعلوم قادریہ غوثیہ

مرغیا چک سیتامڑھی۔۱۱رشوال المکرم ۱۴۲۳ھ ۱۶ردسمبر ۲۰۰۲ء

☆☆☆

تــــقـــديم

حضرت العلام مولانا **مفتی آل مصطفٰی مصباحی** صاحب مدظلہٗ استاذ ومفتی

جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی ضلع، مئو(یو. پی)

باسمہ وحمدہ

زیرنظر رسالہ فخر نیپال عالم نبیل فاضل جلیل حضرت مولانا محمد اسرائیل صاحب رضوی زید مجدہ۔ استاذ دارالعلوم قادریہ مصباح المسلمین، علی پٹی، ضلع مہوتری، نیپال، کا ہے۔ جس میں ''اجماع وقیاس'' کی شرعی حیثیت سے گفتگو کی گئی ہے۔ یہ اصولی موضوع بجائے خود اتنا اہم ہے کہ اس پر قلم کی تحریک ہرایک کے بس کی بات نہیں۔ مولائے کریم نے مولانا موصوف کو توفیق رفیق بخشی کہ یہ رسالہ دینی وملی ہمدردی میں انہوں نے تصنیف فرمایا۔ یہ رسالہ دراصل ان سلفی غیر مقلدین کے ردوابطال میں ہے جو معتزلہ وخوارج کی طرح قیاس مجتہد واجماع امت کے منکر ہیں۔ اوراپنی اس فاسد فکر کو نیپال کے اس علاقے کے ناخواندہ افراد پر غلط پروپگنڈے کے ذریعہ تھوپنے کی کوشش میں مصروف ہیں۔ اس رسالہ میں مولانا موصوف نے قرآنی آیات، احادیث مبارکہ اور اقوال سلف کے ذریعہ اس بات پر روشنی ڈالی ہے کہ اجماع وقیاس حجت شرعیہ ہیں۔ اور مسلمانوں پر ان کے مطابق عمل واجب ہے۔ تفصیل کے لئے رسالہ کا مطالعہ کریں۔ اس رسالہ کے مطالعہ کے بعد مزید اس موضوع پر گفتگو کی ضرورت محسوس نہیں کرتا۔ تاہم منکرین اجماع وقیاس کے فاسد خیال وفکر کے رد کے لئے کچھ لکھنا ہی مناسب ہے۔

اجماع وقیاس کی حجت کا معاملہ کوئی ایسا نہیں کہ اسلام کے دامن سے وابستگی کا دعویٰ کرنے والے، مدعی اہل حدیث بننے والے ان کا انکار کر دیں بہت سے مسائل پر خود صحابۂ کرام کا اجماع واتفاق ہوا۔ اور سب نے بیک زبان ودل اس کا اعتراف کیا، اوران پر عمل کیا۔ علمائے اعلام ومجتہدین کرام اجماع وقیاس کے حجت شرعیہ ہونے پر متفق ہیں۔ مجتہدین کتاب و سنت کے ساتھ ساتھ اجماع وقیاس کو بھی اصول شرع قرار دیتے ہیں۔ فرق اتنا ہے کہ کتاب اللہ وسنت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اصل الاصول اور اصل من کل وجہ (پورے طور پر) ہیں۔ اور ''اجماع وقیاس'' ایک جہت سے اصل اور دوسری جہت سے فرع ہیں۔ اجماع قطعی کا منکر اسلام سے خارج ہے جبکہ قیاس کا منکر گمراہ ہے۔ ہم یہاں اجماع وقیاس کی حجت پر اجمال واختصار کے ساتھ الگ الگ گفتگو کر رہے ہیں۔

اجماع کی حجیت: قرآن کریم کی متعدد آیات مبارکہ سے اجماع کی حجیت ثابت ہے۔ اوراس سلسلے میں سب سے قوی دلیل یہ آیت کریمہ ہے۔

(ا) وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا۔ (سورۂ نساء ۱۱۵)

اور جو رسول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اس پر کھل چکا۔ اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے۔ ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے۔ اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے۔ اور کیا ہی بری جگہ پلٹنے کی۔

علامہ عبدالغنی نابلسی رحمتہ الباری نے علامہ خازن وغیرہ کے حوالے سے حدیقۂ ندیہ میں یہ روایت بھی نقل فرمائی ہے۔ کہ امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قرآن کریم کی ایسی آیت پوچھی گئی جو اجماع کی حجیت پر قوی ترین دلیل ہو۔ تو آپ نے اس کی تلاش میں تین سو بار قرآن کریم کی تلاوت فرمائی۔ اور اسی آیت کا استخراج فرمایا— علامہ سیف الدین آمدی نے بھی الاحکام فی اصول الاحکام جلد اول صفحہ ۱۵ میں اس آیت کو سب سے قوی دلیل قرار دیا ہے۔ اور اس آیت سے امام شافعی کے تمسک فرمانے کی صراحت کی ہے۔ مذکورہ آیت کریمہ سے تمام اہل اصول ومفسرین نے اجماع کی حجیت پر استدلال کیا ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ آیت میں مولیٰ عزوجل نے مؤمنین کی مخالفت کو مخالفت رسول کے مثل قرار دیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت پر جہنم واجب ہونے کی وعید وارد ہوئی۔ ٹھیک وہی وعید راہِ مسلمین کو چھوڑ کر دوسری راہ اختیار کرنے پر بھی وارد ہوئی۔ اور یہ وعید چونکہ دونوں مخالفتوں کے لئے بطور مستقل ہے اس لئے دامن اسلام سے سچائی کے ساتھ وابستہ افراد کے علاوہ کسی دوسرے کی اتباع و پیروی کرنا حرام قرار پایا۔ تو اب لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ راہ مسلمین کی پیروی واجب وضروری ہے۔ لھٰذا...... اجماع کا حجت قطعیہ ہونا ثابت ہوا کہ اجماع کہتے ہی ہیں۔ ایک زمانے کے امت محمدیہ کے صالح مجتہدین کا کسی ایسے امر قولی یا فعلی پر متفق ہو جانا جو کتاب وسنت سے قطعی طور پر ثابت نہ ہو۔ علامہ نسفی نے تفسیر مدارک میں کھلے الفاظ میں یہ صراحت فرمادی ہے کہ یہ آیت اجماع

کے حجت ہونے پر دلیل ہے۔ اسکی مخالفت جائز نہیں۔ جس طرح کتاب و سنت کی مخالفت جائز نہیں۔ علامہ بیضاوی، علامہ خازن، اور دیگر مفسرین نے بھی اجماع کی حجیت پر اس آیت کو ٹھوس دلیل قرار دیا ہے۔

(۲) دوسری آیت۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا۔ (سورہ بقرہ ۱۴۳)

(اور بات یوں ہی ہے کہ ہم نے تمہیں کیا سب امتوں میں افضل کہ تم لوگوں پر گواہ ہو۔ اور یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ۔)

اللہ عزوجل نے امت محمدیہ کو صفت وسطیت (عدالت) سے متصف فرمایا۔ اور ان کے اقوال کو قبول کرنے کے سلسلے میں لوگوں پر انھیں حجت قرار دیا۔ جس طرح قول رسول کے لازم القبول ہونے کے سلسلے میں رسول کو ہم پر حجت بنایا۔ اور اجماع کے حجت ہونے کا معنیٰ ہی یہی ہے کہ اربابِ اجماع کے اقوال دوسروں پر حجت ہوں۔

(۳) كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَامُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ۔ (سورہ آل عمرآن ۱۱۰)

(تم بہتر ہو ان سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو۔)

اس آیت سے علماء نے بایں طور استدلال فرمایا ہے کہ الف ولام جب اسم جنس پر داخل ہوتا ہے تو عموم کا افادہ کرتا ہے۔ آیت کریمہ میں

المعروف۔ المنکر۔ کا الف لام اسی نوعیت کا ہے۔لھٰذا کلام الٰہی کو سچا ماننے والا کوئی بھی مسلمان اس کلام بلاغت نظام کے اقتضاء کا انکار نہیں کرسکتا۔ جو بصورت خبر واقع ہے۔اور صدق خبر کا اقتضاء یہ ہے کہ یہ خیر امت لوگوں کو ہر بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور ہر منکر سے روکتے ہیں۔جس کا مفاد یہ ہے کہ امت کے افراد جو اہل اجماع ہیں۔انکا کسی امرِ معروف یا منکر پر اجماع حجت ہے۔ کیونکہ جب وہ بالاتفاق کسی بات کا حکم دیں تو اس میں خیر و بھلائی ہوگی۔وہ منکر نہ ہوگا یونہی جس سے بالاتفاق منع فرمائیں۔وہ منکر ہوگا اور کم از کم جہت نہی و منع میں خیر کا عنصر لازماً مفقود ہوگا۔کیونکہ منکر ایسے امر کو کہتے ہیں جس کے ممنوع و منہی عنہٗ ہونے پر ائمہ کا اجماع ہو۔

ان دونوں آیتوں سے استدلال کرنے والوں میں شیخ ابو منصور ماتریدی، قاضی، بیضاوی، علامہ نسفی، امام فخر الاسلام بزدوی رحمہم اللہ وغیرہم ہیں۔

(۴) وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعاً وَّلَاتَفَرَّقُوا (آل عمران پ۴ آیت ۱۰۳)
(اور اللہ کی رسی مضبوط تھام لو سب مل کر اور آپس میں پھٹ نہ جانا)

اس سے استدلال کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے تفرُّق (جدا راہ اختیار کرنے) سے منع فرمایا ہے۔اور اجماع کی مخالفت یقیناً تفرق ہے۔جدا راہ چلنا ہے۔تو یہ منہی عنہٗ قرار پایا۔اور اجماع کی حجت ہونے کا معنیٰ یہ ہے کہ اس کی مخالفت ممنوع وحرام ہے۔

(۵)یَـا اَیُّھَـا الَّـذِیْنَ اٰمَنُوْا	(اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور
اَطِیْعُو اللّٰـہ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ	حکم مانو رسول کا اوران کا جو تم میں
وَاُوْلِـي الْاَمْرِ مِنْکُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ	حکومت والے ہیں۔پھر اگر تم
فِـی شَیْئٍ فَرُدُّ وْہُ اِلَی اللّٰـہ	میں کسی بات کا جھگڑا اٹھے تو اسے اللہ
وَالرَّسُوْلِ۔(سورہ نساء آیت ۵۹)	اور رسول کے حضورر جوع کرو)

علامہ آمدی نے الاحکام میں مذکورہ آیت سے استدلال کی وجہ یہ بتائی ہے کہ اس میں کسی حکم کے متعلق کتاب وسنت کی طرف رجوع کرنا ایک شرط سے مشروط ہے اور وہ ہے تنازع واختلاف کا ہونا۔یہ اس بات کی دلیل ہے کہ جب حکم میں اختلاف وتنازع کی صورت نہ ہو۔اور حکم متفق علیہ ہو تو کتاب وسنت کی طرف رجوع واجب نہ ہوگا۔بلکہ وہی اجماعی حکم کافی ہوگا۔اور اجماع کی حجت ہونے کا معنٰی یہی ہے۔

مذکورہ بالا آیت مبارکہ کے ذیل میں مفسرین کرام نے اجماع کے حجت شرعیہ ہونے کی صراحت فرمائی ہے۔جن کی تفصیل بیان مقصود نہیں۔قدرے تفصیل زیر نظر رسالہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

جہاں تک اجماع کے حجت قاطعہ ہونے پر سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم وآیات سے استدلال کا تعلق ہے اسے علماء نے قریب ترین راہ بتائی ہے اور یہ حضرات اس کے ذیل میں وہ حدیثیں نقل فرماتے ہیں۔جن سے بطور عبارۃ النص یا دلالۃ النص یا اشارۃ النص اجماع کے حجت ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔اس ذیل میں اجلّہ صحابہ کی مرویات آتی ہیں۔جیسے حضرت عمر،عبداللہ

بن مسعود، ابوسعید خدری، انس ابن مالک، عبداللہ بن عمر، ابوھریرہ، حذیفہ بن الیمان وغیرھم رضی اللہ تعالیٰ عنہم وافی عنا۔

ان روایات کے الفاظ گو کہ مختلف ہیں۔ مگر معنی مقصود سب کا ایک ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ یہ خیر امت۔ خطاء وضلالت پر مجتمع ومتفق ہونے سے محفوظ ہے اس سلسلے میں ترمذی کی حدیث۔

(۱) أُمَّتِي لَاتَجْتَمِعُ عَلىَ الضَّلَالَةِ۔ (میری امت گمراہی پر مجتمع.......نہ ہوگی۔)

(۲) حاکم کی ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کردہ حدیث

لَاتَجْتَمِعُ هٰذِهِ الْاُمَّةُ عَلَى الضَّلَالَةِ اَبَداً۔ (یہ امت کبھی بھی گمراہی پر اکٹھی نہ ہوگی)

(۳) مسند احمد ابن حنبل کی حدیث۔

مَارَاٰهُ الْمُسْلِمُونَ حَسَناً فَهُوَعِنْدَاللّٰهِ حَسَنٌ (جسے مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کے یہاں بھی اچھا ہے)

(۴) حدیث بخاری ومسلم وابوداؤد وترمذی وابن ماجہ واحمد۔

لَاتَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ اُمَّتِي عَلَى الْحَقِّ حَتّٰى يَاتِيَ اَمْرُاللّٰهِ وَحَتّٰى يَظْهَرَالدَّجَّالُ (میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا۔ یہاں تک کہ قیامت آجائے اور دجال کا ظہور ہو۔)

راویات معنیٰ مقصود (حجیت اجماع) کی ایضاح واثبات کے لئے بہت ہی معروف ہیں۔ حاصل کلام یہ کہ اجماع کے ''حجت شرعیہ'' ہونے اور

اس کے مطابق ہر مسلمان پر عمل کے واجب ہونے پر علماء امت متفق ہیں۔ اگر اختلاف ہے تو خوارج وروافض اور معتزلہ کا۔ یا اس زمانے میں ابن تیمیہ و محمد ابن عبدالوھاب کے ریزہ خوار غیر مقلدین کا جواب اپنے کو سلفی کہتے ہیں۔

قیاس کی حجیت: قیاس نام ہے حکم اور علت میں فرع کو اصل کے ساتھ ملحق کرنے کا۔ ھو تقدیر الفرع بالاصل فی الحکم والعلة (نورالانوارص۔۲۲۸) قیاس کی حجیت پر کتاب وسنت واجماع تینوں قسم کی دلیلیں موجود ہیں۔ کتاب اللہ کی اس آیت سے استدلال بہت ہی معروف ہے ارشاد ہے۔ فَاعْتَبِرُوْ یَااُولِی الاَبْصَارِ۔ (حشر آیت۲)۔ اے بصیرت والو! اعتبار کرو۔ آیت میں اعتبار کو واجب قرار دیا گیا ہے۔ اور اعتبار نام ہے۔ ایک شئی سے دوسری شیئی کی طرف انتقال کا۔ اور یہ معنی قیاس میں متحقق ہے کہ اس میں حکم کو اصل سے فرع کی جانب نقل کیا جاتا ہے۔ (الاحکام جلد دوم ص۔۲۹۱) اس کے علاوہ بھی........ آیتیں ہیں۔ جن سے قیاس کی حجیت کا ثبوت ملتا ہے۔ مثلاً آل عمرآن ۱۳، النحل ۶۶، النساء ۸۳، کی آیات

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں تو صراحت کے ساتھ قیاس واجتہاد کا ذکر ہے۔ اور اس قول پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حمد الٰہی بجالانا اس کی حجت ہونے پر مہر تصدیق ثبت کرتا ہے۔ حدیث یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل کو یمن کا والی مقرر فرمایا تو پوچھا۔ اے معاذ! تم فیصلہ کروگے تو اس کی بنیاد کیا ہوگی؟ انہوں نے عرض کی۔

بِکِتَابِ اللّٰہِ قَالَ فَاِنْ لَمْ تَجِدْ قَالَ بِسُنَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ قَالَ فَاِنْ لَمْ تَجِدْ قَالَ اَجْتَہِدُ بِرَائِی.

(اللہ کی کتاب سے فیصلہ کرونگا فرمایا اگر اس میں نہ پاؤ۔عرض کیا رسول پاک کی سنت سے۔فرمایا اگر اس میں نہ پاؤ۔عرض کی اپنی رائے واجتہاد سے فیصلہ کرونگا۔)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جواب سن کر خوشی میں اپنا دست مبارک حضرت معاذ کے سینہ پر ملا اور فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ وَفَّقَ رَسُوْلَ رَسُوْلِ اللّٰہِ لِمَا یَرْضٰی بِہٖ رَسُوْلُ اللّٰہِ. (مشکوٰۃ ص۔۳۲۴)

(اللہ ہی کے لئے حمد ہے جس نے رسول اللہ کے فرستادہ کو ایسی بات کی توفیق دی۔جو اس کے رسول کو پسند ہے۔)

اس روایت کو ترمذی، ابوداؤد ودارمی نے بیان کیا ہے۔اور علماء نے اسے حدیث مشہور بتایا ہے۔اور امام غزالی کی صراحت کے مطابق اس حدیث پاک پر امت کا تلقی بالقبول ہے۔جسے معنی مواتر بھی کہا جا سکتا ہے۔اب اہل حدیث کا مدعی بننے کے باوجود قیاس واجتہاد کا انکار کرنا درحقیقت صرف قیاس کا انکار نہیں بلکہ حدیث پاک کا انکار ہے۔

قیاس کی حجیت پر اجماع بھی ہے۔چنانچہ افقہ الصحابہ عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا اثر اس پر دلیل ہے۔اسکی تفصیل یوں ہے کہ جب ان

سے یہ مسئلہ پوچھا گیا کہ نکاح میں عورت کا مہر مقرر نہ ہوا اور دخول سے پہلے ہی شوہر کا انتقال ہو گیا۔ تو عورت مہر پائیگی یا نہیں؟ اگر پائیگی تو کون سا مہر؟ تو حضرت ابن مسعود نے فرمایا۔ اجتھد فیھا برائی ۔ میں غور وخوض کر کے اپنی رائے سے فیصلہ کر رہا ہوں اگر یہ درست ہو تو من جانب اللہ ہے۔ اور غلط ہو تو یہ میری اور شیطان کی جانب سے ہے۔ پھر فرمایا۔ ایسی عورت کے لئے مہر مثل ہے۔ حضرت ابن مسعود کا یہ اجتہادی فیصلہ صحابہ کرام کی موجودگی میں تھا۔ اور کسی نے انکار نہ کیا تو قیاس واجتہاد کے حجت شرعیہ ہونے پر یہ کھلی دلیل ہوئی۔

اجتہاد وقیاس کی حجت پر یہ نقلی دلائل مذکور ہوئے۔ اگر عقلی دلائل کا ذکر کروں تو بات بہت طویل ہو جائیگی۔ میں اسے ارباب عقل وفکر واصحاب علم پر چھوڑتا ہوں۔

یہاں اس بات کی بھی وضاحت ضروری ہے کہ نہ صرف احناف بلکہ تمام مکاتب فقہ کے مجتہدین کے فقہ کی بنیاد، علی الترتیب، کتاب اللہ ،سنت رسول اللہ، اجماع امت، اور قیاس مجتہد ہے۔ سب پر مقدم کتاب اللہ ہے۔ پھر احادیث رسول، پھر اجماع امت، پھر قیاس ۔ یہ ترتیب عقلی بھی ہے۔ اور نقلی بھی۔

اجماع وقیاس کے منکرین خود اپنے اجماع وقیاس سے حکم شرعی بتاتے ہوئے نہیں چوکتے ۔ تو ان کا یہ انکار نہیں ہے۔ مگر عناد ومکابرہ تفصیل

کے لئے زیر نظر کتاب کا مطالعہ کیجئے۔ انشاء المولیٰ تعالیٰ حقیقت حال واضح ہو جائیگی۔ اور فتنہ پردازوں کا فریب کھل جائیگا۔ حضرت مولانا محمد اسرائیل صاحب قبلہ کے لئے دعاء گو ہوں کہ مولیٰ تعالیٰ انہیں ان کی کاوش و اخلاص کی جزاء عطا فرمائے اور انہیں صرف اہل نیپال ہی کے لئے نہیں بلکہ جماعت اہلسنت کے لئے قابل فخر بنائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

آل مصطفیٰ مصباحی
خادم تدریس و افتا جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی
ضلع۔ مئو، یو. پی (انڈیا)
مقام شجنہ، کٹیہار، بہار
۵؍رجب المرجب ۱۴۲۳ھ ۱۳؍ستمبر ۲۰۰۲ء

☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمد اللہ العلی العظیم ونصلی ونسلم علی رسولہ الرؤف الرحیم

حرف آغاز

آج کل بہت سارے ایسے لوگ جوذیاب فی ثیاب لب پہ کلمہ دل میں گستاخی کے مصداق ہیں۔وہ کم تعلیم یافتہ اور سادہ لوح جاہل عوام کو یہ سمجھانے اور بتانے میں لگے ہیں کہ صرف قرآن وحدیث ہمارے لئے کافی ہیں۔اور اللہ رسول (جل جلالہ وصلی اللہ تعالی علیہ وسلم) کی ہی اطاعت ضروری ہے۔کسی دوسرے کی نہیں اور ہماری زندگی میں پیش آنے والے تمامی مسائل کا حل اور اسکی وضاحت وصراحت قرآن وحدیث ہی میں موجود ہے اور وہی قابل عمل اور دلیل شرعی ہے قیاس واجماع امت جس سے قرآن وحدیث کی اگر چہ مخالفت نہیں ہوتی ہو وہ نہ تو قابل عمل ہے اور نہ ہی حجت شرعیہ۔

بلاشک وشبہ قرآن وحدیث ہی اصل دلیل شرع ہیں ۔مگر قرآن وحدیث اور اس کی تفسیر وتشریح سے اس بات کی روشنی ملتی ہے کہ جہاں اللہ تعالی اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت وفرمانبرداری مسلمانوں پر لازم ہے وہیں بحکم خدا اور رسول امراء مسلمین،فقہائے مجتہدین اور علماء محققین کی بھی اطاعت وفرمانبرداری ضروری ہے۔اور قرآن وحدیث جہاں اصل حجت شرعیہ ہیں وہیں قرآن وحدیث کے بعد اجماع امت وقیاس اور علماء وفقہاء کے اقوال وافعال بھی مسلمانوں کے لئے دلیل شرع ہیں۔کیونکہ قرآن وحدیث ہی نے اجماع امت اور قیاس کے حجت شرعیہ ہونے کی رہنمائی فرمائی ہے۔

لھذا اجماع امت اور قیاس کے منکر درحقیقت قرآن وحدیث ہی کے منکر ہیں اور اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضٍ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ (کیا قرآن کی بعض آیتوں

چیز کا بیان ہے۔خود امت کے لئے نہیں۔امت سے جس کو جتنا نبی کریم علیہ والصلواۃ والتسلیم نے سکھادیا اور بتادیا اسے اتنا ہی علم ہوا خود قرآن کا ارشاد ہے۔

وَاَنزَلنَا اِلَیکَ الذِکرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَانُزِّلَ اِلَیهِم وَلَعَلَّهُم یَتَفَکَّرُونَ .(سورہ نحل آیت ۴۴)	اور اے محبوب ہم نے تمہاری طرف یہ یادگار (قرآن) اتاری کہ تم لوگوں سے بیان کردو جو ان کی طرف اترا اور کہیں وہ دھیان کریں۔

جس روز قرآن کا ارشاد نازل ہوا ''اَلیَومَ اَکمَلتُ لَکُم دِینَکُم'' اسی روز معلوم ہو گیا کہ بفضل اللہ تعالی ہمارا دین کامل ہو گیا۔مگر جس طرح غیر مقلد کے نزدیک بھی بغیر حدیث کے کامل دین پر عمل ممکن نہیں جب تک قرآن کے شارح و مبین بیان نہ فرمائیں اور مطالب قرآنیہ واضح نہ کردیں اور ناسخ ،منسوخ عام و خاص ۔فرض وندب ۔واباحت وارشاد وغیرہ کی وضاحت نہ فرمادیں۔یہاں تک کہ بعض الفاظ شریفہ سے کیا مراد یہ نہ بتادیں قرآن پر عمل ناممکن۔

(۱) مثلاً قرآن میں ہے۔لِلَّذِینَ اَحسَنُوا الحُسنیٰ وَزِیَادَة (سورہ یونس) اس آیت میں ''زیادة'' کی تفسیر حدیث کے اندر دیدار الٰہی سے کی گئی ہے اگر حدیث نے معاونت نہ فرمائی ہوتی تو کس کے ذہن کی رسائی وہاں تک ہو سکتی تھی؟

(۲) قرآن میں اِدبَارُ النُّجُوم اور ادبَارُ السُّجُود کے الفاظ آئے ہیں حدیث میں ہے کہ ادبار النجوم سے قبل فجر کی دو رکعتیں اور ادبار السجود سے بعد مغرب کی دو رکعتیں مراد ہیں۔اگر حدیث نے عقدہ کشائی نہ کی ہوتی تو ان دونوں الفاظ سے کیا مراد ہیں کون مطلع ہو سکتا تھا۔

پر ایمان لاتے ہو اور بعض کا انکار کرتے ہو) کے مصداق ہیں اور قرآن کی کسی آیت کا انکار پورے قرآن کا انکار ہے نیتجتًا وہ گمراہ و بد دین اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

قرآن وحدیث اور اجماع وقیاس سے مجتہدین کے استخراج واستنباط کردہ مسائل کے منکر یہ کہہ کر لوگوں کو دھوکہ میں ڈالتے اور گمراہ کرتے ہیں کہ دین اسلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کامل ہو چکا جس پر ''اَلیَومَ اَکمَلتُ لَکُم دِینَکُم'' شاہد ہے اور قرآن میں ہر چیز کا واضح بیان ہے جس پر ''نَزَّلنَا عَلَیکَ الکِتَابَ تِبیَانًا لِّکُلِّ شَیئٍ'' گواہ ہے۔ اس لئے اجماع امت، قیاس اور فقہ کی کوئی ضرورت نہیں۔ لہٰذا یہ حجت شرعیہ بھی نہیں۔

یقیناً دین اسلام کامل اکمل دین ہے جسکی تکمیل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہو چکی۔ مگر اجماع وقیاس اور فقہ دین اسلام کی کاملیت اور اکملیت سے خارج نہیں بلکہ اس میں داخل اور شامل ہیں۔ حدیث میں ہے۔

مَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیرًا یُّفَقِّھْهُ فِی الدِّین. (اللہ جس کا بھلا چاہتا ہے اسے دین کا فقیہ بنادیتا ہے)

ائمہ مجتہدین اور علماء محققین یہ وہ حضرات ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ نے فقیہ بنایا اور دین کی سمجھ کے اعلیٰ مقام پر فائز فرمایا۔ ان حضرات نے خدا داد تفقہ فی الدین کی بنا پر قرآن وحدیث کی روشنی میں جن مسائل شرعیہ کا استخراج کیا ان سے اگر اس وقت کے تمام فقہا متفق الرائے ہوئے تو وہی اجماع امت ہے اور اگر سب متفق نہیں ہوئے تو وہی قیاس ہے۔

ہاں ہاں ضرور قرآن میں ہر چیز کا واضح بیان ہے مگر ماوشما اور ہر عربی وار دوخواں کے لئے نہیں بلکہ صاحب قرآن جن پر قرآن نازل ہوا ان کے لئے ہر

چیز کا بیان ہے۔خود امت کے لئے نہیں۔امت سے جس کو جتنا نبی کریم علیہ والصلواۃ والتسلیم نے سکھا دیا اور بتا دیا اسے اتنا ہی علم ہوا خود قرآن کا ارشاد ہے۔

وَاَنزَلنَا اِلَیکَ الذِکرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَانُزِّلَ اِلَیھِم وَلَعَلَّھُم یَتَفَکَّرُونَ .(سورہ نحل آیت ۴۴)

اور اے محبوب ہم نے تمہاری طرف یہ یادگار (قرآن) اتاری کہ تم لوگوں سے بیان کر دو جو ان کی طرف اترا اور کہیں وہ دھیان کریں۔

جس روز قرآن کا ارشاد نازل ہوا "اَلیَومَ اَکمَلتُ لَکُم دِینَکُم" اسی روز معلوم ہو گیا کہ بفضل اللہ تعالی ہمارا دین کامل ہو گیا۔مگر جس طرح غیر مقلد کے نزدیک بھی بغیر حدیث کے کامل دین پر عمل ممکن نہیں جب تک قرآن کے شارح و مبین بیان نہ فرمائیں اور مطالب قرآنیہ واضح نہ کردیں اور ناسخ،منسوخ عام و خاص۔فرض وندب۔واباحت وارشاد وغیرہ کی وضاحت نہ فرما دیں۔یہاں تک کہ بعض الفاظ شریفہ سے کیا مراد یہ نہ بتادیں قرآن پر عمل ناممکن۔

(۱) مثلاً قرآن میں ہے۔لِلَّذِینَ اَحسَنُو االحُسنیٰ وَزِیَادَۃ(سورہ یونس)اس آیت میں "زیادۃ" کی تفسیر حدیث کے اندر دیدار الٰہی سے کی گئی ہے اگر حدیث نے معاونت نہ فرمائی ہوتی تو کس کے ذہن کی رسائی وہاں تک ہو سکتی تھی؟

(۲) قرآن میں اِدبَارُ النُّجُوم اور اَدبَارُ السُّجُود کے الفاظ آئے ہیں حدیث میں ہے کہ ادبار النجوم سے قبل فجر کی دو رکعتیں اور ادبار السجود سے بعد مغرب کی دو رکعتیں مراد ہیں۔اگر حدیث نے عقدہ کشائی نہ کی ہوتی تو ان دونوں الفاظ سے کیا مراد ہیں کون مطلع ہو سکتا تھا۔

قرآن کریم کاارشاد ہے: (اللہ نے بیع حلال فرمائی اور

(۴) اَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ   سودحرام کیا)

وَحَرَّمَ الرِّبٰوا

''ربوا'' کے لغوی معنیٰ مطلق زیادتی کے ہیں۔ اگر ربوا کے لغوی معنیٰ مراد لئے جائیں تو بیع بھی حرام ہوگی۔ کیونکہ اس میں بھی ایک طرح کی زیادتی ہوتی ہے۔ لامحالہ متعین ہے کہ یہاں ربوا کے لغوی معنی مراد نہیں۔ بلکہ شرعی معنی مراد ہے۔ شرعی معنی کیا ہے یہ وہ اہم سوال ہے کہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے اور سود کے ابواب کو شافی طور پر بیان نہیں فرمایا۔ مشکوٰۃ باب الربوا ص ۲۴۶

لہٰذا سود کے معنی کے تعین میں مجتہدین نے سود سے متعلق تمام احادیث کو سامنے رکھ کر اس جامع علت کو معلوم کیا جو سود کی حرمت کا مدار ہے۔ جس کی رو سے سود دیگر بیوع سے ممتاز ہوتا ہے۔ پھر اس سے متعلق جزئیات کی تفصیل فرمائی۔ اگر مجتہدین نے ان سب کو طے نہ کرایا ہوتا تو آج سود اور بیع میں امتیاز کرنا اتنا مشکل ہوتا کہ قوت فیصلہ جواب دے جاتی۔ ہاں ربوالقرض کی وضاحت حدیث نبوی میں ہے۔

جو کتاب جس موضوع کی ہو اس کے متعلق اس میں سب کچھ ہوتا ہے مگر جب تک استاد پڑھاتا نہیں۔ مطلب سمجھاتا نہیں شاگرد نہیں جانتا تلمیذ نہیں سمجھتا۔ کتاب کامل ہے جس موضوع پر لکھی گئی اس پر پوری کامل بحث اس میں موجود ہے۔ مگر یہ اس کمال سے اس وقت تک فائدہ اور نفع نہیں اٹھا سکتا جب تک بتانے والا بتائے نہیں۔

اسی طرح جب تک ائمہء مجتہدین، علماء محققین بہ نظر غور و تامل قرآن و حدیث کو دیکھ کر ہمیں انکے مطالب سے آگاہ نہ فرمادیں، ناسخ منسوخ وغیرہ نہ بتادیں، کلیات سے نئے نئے حوادث و جزئیات کا حکم استنباط کر کے نہ سمجھادیں اس وقت تک عوام الناس کو دین کامل پر کامل عمل ممکن نہیں۔ جس طرح حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی سنت سے دین کی تکمیل غیر مقلدین بھی مانتے ہیں۔ اسی طرح حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے نائبین ائمہ کرام علماء اعلام کے بیان اور کتاب و سنت کے مطالب کی وضاحت کو اہلسنت مانتے ہیں۔ ان حضرات کے ارشادات و فرمودات اور تشریحات قرآن وحدیث سے الگ کوئی چیز نہیں بلکہ مجمل کی تفصیل اور کلیات سے احکام جزئیہ کا استخراج ہے۔ جس طرح سنت کوئی دوسری چیز نہیں کتاب اللہ کی تفصیل و تفسیر و تاویل اور جزئیات کے احکام کی تشکیل ہے۔ جو کتاب اللہ میں منصوص نہیں۔

سنت رسول سے تکمیل دین کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ دین قرآن نازل ہونے کے بعد بھی ناقص تھا جس کی تکمیل سنت سے ہوئی۔ بلکہ یہ معنی ہیں کہ کتاب اللہ کو سنت کی عینک سے دیکھے گا تو کمال پائیگا۔ چراغ سنت ہاتھ میں لے گا تو پوری طرح اسے کتاب اللہ کے مفاہیم و مطالب نظر آئیں گے۔ راہ سنت پر چلے گا تو بروجہ کمال مقصد تک پہونچے گا۔ سنت چھوڑے گا تو کامل طور پر دین نہ سیکھے گا اس کا دین ناقص رہے گا۔ عورتوں سے زیادہ کہ عورتوں کے لئے باعتبار مرد بعض امور مین خود شرع نے کمی رکھی ہے اور سنت کا چھوڑنے والا خود اپنے آپ عمل میں کمی کرتا ہے۔ عورتوں کا دین فی نفسہ کامل ہے اس میں نقصان مرد کے اعتبار سے ہے اور تارک سنت کے دین میں نقصان حقیقی۔ سنت پر عمل کرنے والا ہی دین کامل پر

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اجماع کے معنی

اجماع کے لغوی معنی ہیں ''اتفاق'' اور اصطلاح شرع میں اجماع کہتے ہیں امت محمدی کے مجتہدین کرام کا ایک زمانہ میں کسی امر قولی یا فعلی پر اتفاق کو نور الانوار میں ہے۔ هُوَفِي اللُّغَةِ الاِتِّفَاقُ وَفِي الشَّرِيْعَةِ اِتِّفَاقُ مُجْتَهِدِيْنَ صَالِحِيْنَ مِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ فِي عَصْرٍ وَاحِدٍ عَلٰى اَمْرٍ قَوْلِي اَوْفِعْلِي

اجماع امت قرآن کی روشنی میں

(۱) وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَاتَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَاتَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيْراً۔

(اور جو رسول کے خلاف کرے اس کے بعد کہ حق راستہ اس پر کھل چکا۔ اور مسلمانوں کی راہ سے جدا دوسری راہ چلے تو ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بری جگہ ہے پلٹنے کی)

(سورہ نساء آیت نمبر ۱۱۵)

اس آیت کے تحت تفسیر مدارک جلد اول ص ۲۵۱ میں ہے

هُوَدَلِيْلٌ عَلٰى اَنَّ الْاِجْمَاعَ حُجَّةٌ لَا تَجُوْزُ مُخَالِفَتُهَا كَمَالَاتَجُوْزُ مُخَالِفَةُ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ لِاَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى جَمَعَ بَيْنَ اِتِّبَاعِ غَيْرِ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَبَيْنَ مُشَاقَّةِ الرَّسُوْلِ فِي الشَّرْطِ وَجَعَلَ جَزَاءَهٗ

(یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ اجماع حجت ہے جسکی مخالفت کرنا جائز نہیں جس طرح قرآن و حدیث کی مخالفت جائز نہیں۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی راہ سے الگ دوسری راہ اختیار کرنے اور رسول کی مخالفت کو ایک شرط میں جمع فرمایا ہے۔

الْـوَعِيْـدَ الشَّـدِيْـدَ فَـكَانَ اِتِّبَـاعُهُـمْ وَاجِبَـاكَـمُـوَالَاةِ الرَّسُوْلِ.

اور اسکی جزاء وعید شدید کو بتایا ہے۔ تو مسلمانوں کے راہ کی اتباع کرنا واجب ہے جس طرح رسول کے حکم کو ماننا واجب ہے)

تفسیرات احمدیہ ص ۲۰۹ میں اسی آیت کے تحت ہے۔

مَعْنَاهَا وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ اَیْ يُخَـالِفْـهُ وَيَتَّبِعْ غَيْـرَسَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ عَمَلٍ وَاِعْتِقَادٍ نُوَلِّهٖ مَاتَوَلّٰی اَیْ نُسَلِّطْ عَلٰی مَا اَحَبَّهٗ مِنَ الـرِّدَّةِ وَالْكُفْرِ وَالضَّلَالِ وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ای نُدْخِلْهُ فِيْهَا وَسَاۤءَتِ الْجَهَنَّم مصيراً لَهٗ وَالْحَاصِلُ اَنَّ هٰذِهِ الْآيَةَ هِیَ الَّتِی تَدُلُّ عَلٰی اَنَّ الْاِجْمَاعَ كَالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ كَمَاذَكَرَاَهْلُ الْاُصُوْلِ وَالْمُفَسِّرُوْنَ جَمِيْعاً وَذٰلِكَ لِاَنَّ اللّٰـهَ تَعَالٰی جَعَلَ اِتِّبَاعَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ كَمُشَاقَّةِ الرَّسُوْلِ عَلَيْهِ السَّلَامُ حَيْثُ جَعَلَ كُلًّا مِّنْهَا مُشْتَرِكاً فِی جَزَاۤءٍ وَاحِدٍ وَهُوَنُوَلِّهٖ مَاتَوَلّٰی وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَالْجَزَاۤءُ الْمَذْكُوْرُجَزَاۤ

(من یشاقق الرسول کا معنی یہ ہے کہ جو شخص رسول علیہ السلام کی مخالفت کرے اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے عمل یا اعتقاد سے تو ہم اسے اس کی راہ پر چھوڑ دیں گے یعنی ہم مسلط کریں گے اس چیز پر جسے وہ پسند کرتا ہے دین سے پھرنے اور کفر و گمرہی سے اور ہم اسے دوزخ میں داخل کریں گے اور اس کے لئے دوزخ کیا ہی بری پلٹنے کی جگہ ہے۔ اور حاصل یہ کہ یہ آیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ اجماع کتاب وسنت کے مثل ہے جیسا کہ اہل اصول اور مفسرین سب نے ذکر کیا ہے اور وہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے مومنین کی راہ سے جدا راہ کی اتباع کرنے کو رسول کی مخالفت کے مثل بنایا ہے۔

لِكُلِّ مِنْهُمَا بِالْاِسْتِقْلَالِ كَمَا قَالَ فِي الْبَيْضَاوِي وَالْاٰيَةُ تَدُلُّ عَلٰى حُرْمَةِ مُخَالِفَةِ الْاِجْمَاعِ لِاَنَّهُ تَعَالٰى رَتَّبَ الْوَعِيْدَ الشَّدِيْدَ عَلَى الْمُشَاقَةِ وَاتِّبَاعِ غَيْرِ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَذٰلِكَ اِمَّا لِحُرْمَةِ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا اَوْ اَحَدِهِمَا اَوِ الْجَمْعِ بَيْنَهُمَا وَالثَّانِي بَاطِلٌ اِذْ لَا يَصِحُّ اَنْ يُّقَالَ مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ وَاَكَلَ الْخِنْزِيْرَ اسْتَوْجَبَ الْحَدَّ وَهٰكَذَا الثَّالِثُ لِاَنَّ الْمُشَاقَةَ مُحَرَّمَةٌ ضُمَّ اِلَيْهَا غَيْرُهُ اَوْ لَمْ يُضَمَّ وَاِذَا كَانَ اِتِّبَاعُ غَيْرِ سَبِيْلِهِمْ مُحَرَّمًا كَانَ اِتِّبَاعُ سَبِيْلِهِمْ وَاجِبًا لِاَنَّ تَرْكَ

اس طرح کہ ہرایک کو ان میں سے ایک جزاً میں مشترک رکھا ہے اور وہ ایک جزاء نولہ ماتولّٰی ونصلہ جہنم ہے۔اور جزاء مذکوران دونوں سے ہر ایک کے لئے مستقل جزاء ہے جیسا کہ بیضاوی میں ہے اور آیت دلالت کرتی ہے مخالفت اجماع کے حرام ہونے پر اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول کی مخالفت اور اتباع غیر سبیل المومنین دونوں پر وعید شدید مرتب فرمایا ہے اور وہ یا تو دونوں میں ہر ایک کی حرمت کے سبب ہے یا ان دونوں نے صرف ایک کی حرمت کے سبب یا ان دونوں کے اجماع کے سبب۔دوسری صورت باطل ہے اس لئے کہ یہ کہنا درست نہیں کہ جس نے شراب پیا اور خنزیر کھایا وہ حد کا سزاوار ہوگیا۔اسی طرح تیسری صورت بھی باطل ہے اس لئے کہ مخالفت حرام ہے خواہ اس کے ساتھ غیر کو ملائے یا نہ ملائے۔

اِتبَــاعِ سبيلهم مِمَّن	اورجبکہ مسلمانوں کی راہ کے سوا کی اتباع
عَــرَفَ سَبِيلَهُمُ اِتبَاعُ	حرام ہے تو ان کے راستہ کی اتباع
غَيــرِ سَبِيلِهِم هٰذَ	واجب ہے اس لئے کہ مسلمانوں کی راہ
الفظه. فَعُلِمَ اَنَّ اِتِّبَاعُ سَبِيلِ	کا اتباع چھوڑنا اس شخص سے جس نے
اَلــمُــؤمِــنِيــنَ اَئ	ان کی راہ پہچانی مسلمانوں کی راہ کے
مَــا عَــلَيــهِ الــمُـؤمِـنُونَ	غیر کی اتباع ہے ۔تو جانا گیا کہ
بِــاجــمَــعِهِــم وَاجِــبُ	مسلمانوں کے راستہ کی اتباع یعنی وہ
وَذٰلِكَ لِيَسَمّٰى بِالاِجمَاعَ	راستہ کے جس پر عام مسلمان ہیں
فَيَــكُــونُ الاِجــمَــاعُ	واجب ہے۔اس لئے اس کا نام اجماع
حُــجَّةً قَــطــعِيَّةً يَــكــفُــرُ	رکھا گیا۔تو اجماع حجت قطعیہ ہے
جَــاحِــدَهٗ كَــالــكِتَــابِ	اجماع کا انکار کرنے والا کافر ہے
وَالسُّنَّةِ الْمُتَــوَاتِــرَةِ.	جیسا کہ کتاب وسنت کا انکار کرنے والا کافر ہے۔)

اس آیت کریمہ اوراس کی تفسیر سے روز روشن کی طرح عیاں ہو کر یہ بات سامنے آتی ہے کہ اہل اسلام کے لئے امت کے اجماع وتعامل کی پیروی اس درجہ ضروری ہے کہ خلاف کرنے کی صورت میں ضلالت اور کفروارتداد کی توثیق بھی ہےاورعذاب جہنم کی وعید بھی۔العیاذ باللہ

(۲) كُــنتُــم خَيــرَ اُمَّةٍ اُخــرِجَــتْ	(تم بہتر ہو ان سب امتوں میں جو
لِلــنَّــاسِ تَــأمُــرُونَ بِــا لمَعرُوفِ	لوگوں میں ظاہر ہوئیں بھلائی کا حکم
وَتَــنهَــونَ عَــنِ الْمُنكَرِوَتُؤمِنُونَ بِا	دیتے ہواور برائی سے منع کرتے ہواور
للّٰهِ (سورہ آل عمران آیت ۱۱۰)	اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔)

اس آیت کے تحت تفسیرات احمدیہ ص۔۲۱۷ میں ہے

قَدْ تَمَسَّکَ بِهِ الْاِمَامُ فَخْرُالْاِسْلَامِ الْبَزْدَوِیُّ وَغَیْرُهٗ عَلٰی کَوْنِ اِجْمَاعِهِمْ حُجَّةً لِاَنَّهٗ مِنْ ثَمَرَاتِ خَیْرٍ یَهْتَمُّ فِی الدِّیْنِ وَقَالَ الْقَاضِیُ الْاَجَلُّ یَسْتَدِلُّ بِهٰذِهِ الْاٰیَةِ عَلٰی اَنَّ الْاِجْمَاعَ حُجَّةٌ لِاَنَّهَا یَقْتَضِی کَوْنَهُمْ اٰمِرِیْنَ بِکُلِّ مَعْرُوْفٍ نَاهِیْنَ عَنْ کُلِّ مُنْکَرٍ اِذِ الْاَمُ فِیْهَا لِلْاِسْتِغْرَاقِ وَلَوْ اَجْمَعُوْا عَلٰی بَاطِلٍ کَانَ اَمْرُهُمْ عَلٰی خِلَافِ ذٰلِکَ .

(اس آیت سے دلیل لائے امام فخر الاسلام بزدوی وغیرہ اس پر کہ خیر امم کا اجماع حجت ہے اس لئے کہ وہ دین میں ان کے ثمرات خیر سے ہے۔اور فرمایا قاضی اجل نے اس آیت سے دلیل لائی جاتی ہے اس بات پر کہ اجماع حجت ہے اس لئے کہ آیت چاہتی ہے ان لوگوں کے ہر اچھی بات کے حکم دینے والے اور ہر بری بات سے روکنے والے ہونے کو۔اس لئے کہ لام اس میں استغراق کے لئے ہے۔اور اگر باطل پر اجماع کریں تو ان کا امر اس کے خلاف پر ہوگا۔)

(۳) وَکَذٰلِکَ جَعَلْنٰکُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَکُوْنُوْا شُهَدَاءَ عَلَی النَّاسِ وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَهِیْدًا (سورہ بقرہ آیت ۱۴۳)

(اور بات یوں ہی ہے کہ ہم نے تمہیں کیا سب امتوں میں افضل کہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور یہ رسول تمہارے گواہ ونگہبان)

تفسیرات احمدیہ ص۔۴۴ میں اسی آیت کے تحت ہے۔

قَدِاسْتَدَلَّ الشَّیْخُ الْمَنْصُوْرُ الْمَاتُرِیْدِی بِالْاٰیَةِ عَلٰی اَنَّ الْاِجْمَاعَ

آیت سے شیخ ابو منصور ماتری دلیل لائے اس پر کہ اجماع حجت ہے۔

حُجَّةٌ لِاَنَّ اللّٰہ تَعَالیٰ وَصَفَ هٰذِهٖ الاُمَّةَ بِالْعَدَالَةِ وَالْعَدْلِ هُوَ الْمُسْتَحِقُّ بِقُبُوْلِ قَوْلِهٖ فَاِذَا اَجْمَعُوْا عَلیٰ شَیْئٍ وَشَهِدُوْا بِهٖ لَزِمَ قُبُوْلُهٗ هٰكَذَا فِی الْمَدَارِكِ وَاِلَیْهِ مَالُ الْقَاضِیُ الْبَیْضَاوِی.	اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو عدالت و عدل کے ساتھ متصف فرمایا ہے وہ مستحق ہے کہ اس کا قول قبول ہو۔ تو جب اجماع کریں کسی چیز پر اور اسکی شہادت دیں تو اس کا قبول کرنا لازم ہے اسی طرح مدارک میں ہے اور اسی کی جانب قاضی بیضاوی کا جھکاؤ ہے)
(۴) یَآاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُو اللّٰہَ وَکُونُوامَعَ الصّٰدِقِیْنَ. (سورہ توبہ ۱۱۹)	(اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو۔

اس آیت کے تحت تفسیر مدارک جلد ۲ ص ۱۴۹ میں ہے

مَعَ الَّذِیْنَ صَدَقُوا فِی دِیْنِ اللّٰہِ نِیَّةً وَقَوْلًا وَعَمَلاً. وَالْآیَةَ تَدُلُّ عَلٰی اَنَّ الْاِجْمَاعَ حُجَّةٌ لِاَنَّهٗ اَمَرَ بِالْکَوْنِ مَعَ الصَّادِقِیْنَ فَلَزِمَ قَبُوْلُ قَوْلِهِمْ.	(ان لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ جو اللہ کے دین کے بارے میں نیت اور قول وعمل کے اعتبار سے سچے ہیں۔ اور آیت دلالت کرتی ہے اس پر کہ اجماع حجت ہے۔ اس لئے کہ حکم فرمایا ہے سچوں کے ساتھ ہو جانے کا تو ان کے قول کا قبول کرنا لازم ہے۔)

مذکورہ بالا آیتوں کی تفسیر سے یہ بات صاف واضح ہوتی ہے کہ امت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو خیر امم اور عدل و عدالت سے متصف، نیت اور قول و عمل کے اعتبار سے سچی ہیں وہ قرآن و حدیث کے خلاف کسی بات پر متفق نہیں ہوسکتی۔ جس کی طرف حدیث رسول لاتجتمع امتی علی الضلالة (میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہوگی) بھی رہنمائی کرتی ہے۔ اور ان کا کسی بات پر متفق ہو جانا اجماع ہے جو حجت ہے

اور اس کا حجت شرعیہ کی حیثیت سے قبول کرنا عامۃ المسلمین پر لازم ہے۔

(۵) یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ. (سورہ نساء آیت ۵۹)

(اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور ان کا جو تم میں حکومت والے ہیں۔ پھر اگر تم میں کسی بات کا جھگڑا اٹھے تو اسے اللہ اور رسول کے حضور رجوع کرو اگر اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہو۔)

اس آیت میں تین ذاتوں کی اطاعت کا حکم دیا گیا۔ اللہ کی (قرآن) رسول علیہ السلام کی (حدیث) امر والوں کی (فقہ و استنباط کے علماء) یعنی قرآن و حدیث اور امر والوں کی اطاعت کرو اور ان کا حکم مانو۔

قرآن و حدیث کا حکم ماننا یہ تو بالکل ظاہر ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اولی الامر سے کیا مراد ہے اور وہ کون لوگ ہیں کہ جنکی اطاعت کا حکم خود خالق کائنات دے رہا ہے؟

تو اس سلسلے میں حضرات مفسرین کرام کا قول ہے کہ اولی الامر سے مراد ائمہ مجتہدین، علماء محققین اور امرائے اسلام ہیں۔ مگر کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ صرف سلطان اسلام ہی مراد ہیں۔ اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ اولی الامر سے مراد صرف سلطان اسلام ہی ہیں۔ علماء مجتہدین نہیں۔ تو آیت کا مطلب یہ ہوا کہ قرآن و حدیث اور سلطان اسلام کی اطاعت کرو۔ تو سلطان اسلام کی اطاعت شرعی احکام میں کی جائیگی نہ کہ خلاف شرع چیزوں میں۔ اور سلطان اسلام وہ شرعی احکام علماء مجتہدین ہی سے معلوم کریں گے۔ کیونکہ قرآن و حدیث کی روشنی میں اصل حکم تو علماء مجتہدین ہی واضح فرمائیں گے۔ سلطان اسلام محض اس کے جاری کرنے والے ہوں گے۔ لہٰذا نتیجہ یہ نکلا کہ اصل اولی الامر علماء مجتہدین اور فقہائے کرام ہیں۔

اب حضرات مفسرین کرام کے اقوال سے اولاً صاحب مدارک کا قول ملاحظہ کریں۔ واضح رہے کہ تفسیر مدارک یہ وہ تفسیر ہے کہ ہر مکتبۂ فکر والے اسکو پڑھتے اور پڑھاتے ہیں۔

مذکورہ بالا آیت کے تحت تفسیر مدارک جلد اول ۲۳۲ میں ہے

اَیِ الْوُلَاۃُ اَوِ الْعُلَمَاءُ لِاَنَّ اَمْرَهُمْ یَنْفُذُ عَلَی الْاُمَرَاءِ

یعنی اولی الامر سے مراد یا تو امراء اسلام ہیں یا علماء ذوی الاحترام کیونکہ ان کا حکم امراء اسلام پر نافذ ہوتا ہے۔

تفسیرات احمدیہ ص ۲۸۱ میں ہے

قِیْلَ الْمُرَادُ بِاُوْلِی الْاَمْرِ عُلَمَاءَ الشَّرْعِ فَکَاَنَّهٗ اَمَرَ الجَاهِلِیْنَ بِاطَاعَةِ الْعُلَمَاءِ وَالْعُلَمَاءَ بِاطَاعَةِ الْمُجتَهِدِیْنَ.

کہا گیا کہ اولی الامر سے مراد علماء شرع ہیں تو گویا کہ حکم دیا جاہلوں کو علماء کی اطاعت کرنے کا اور علماء کو مجتہدین کی فرماں برداری کرنے کا۔

تفسیر صاوی جلد اول ص ۲۱۲ میں ہے

یَدْخُلُ فِیْهِ الْخُلَفَاءُ الرَّاشِدُوْنَ وَالْاَئِمَّةُ الْمُجْتَهِدُوْنَ وَالْقُضَاتُ وَالْحُکَّامُ.

(یعنی اولی الامر میں خلفاء راشدین ائمہ مجتہدین ، قاضی اور حکام داخل ہیں)

تفسیر صاوی ہی میں ہے

فِیْ هٰذِهِ الْاٰیَةِ اِشَارَةٌ لِلْاَدِلَّةِ الْفِقْهِیَّةِ الْاَرْبَعَةِ فَقَوْلُهٗ اَطِیْعُوا اللّٰهَ اِشَارَةٌ لِلْکِتَابِ وَقَوْلُهٗ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ اِشَارَةٌ لِلسُّنَّةِ

اس آیت میں اشارہ ہے فقہ کے چار دلائل کی جانب۔ تو اللہ تعالیٰ کا قول اطیعوا اللہ اشارہ ہے قرآن کی جانب اور اس کا قول اطیعوا الرسول اشارہ ہے

وَقَوْلُہٗ اُوْلِی الْاَمْرِ اِشَارَۃٌ لِلْاِجْمَاعِ وَ قَوْلُہٗ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ اِشَارَۃٌ لِلْقِیَاسِ۔ حدیث کی جانب اور اس کا قول اولی الامر اشارہ ہے اجماع امت کی جانب اوراس کا قول فَاِنْ تنازعتم اشارہ ہے قیاس کی جانب۔

اقوال مفسرین سے واضح ہو گیا کہ اولی الامر صرف امرء اسلام ہی نہیں بلکہ ائمۂ مجتہدین، علماء محققین اور قاضی وغیرہ بھی ہیں جنکی اطاعت کا حکم اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔اور تفسیر صاوی نے تو اس بات کو بھی واضح کر دیا کہ قرآن وحدیث کے بعد اجماع امت اور قیاس کو حجت شرعیہ ہونے کی حیثیت حاصل ہے۔

ایک شبہ کا ازالہ

اجماع امت کے سلسلے میں اگر کسی کے گوشۂ دل میں یہ شبہ جنم لے کہ امت مسلمہ اگر کسی گمرہی پر متفق ہو جائیں تو کیا اس اجماع کے ذریعہ اس گمرہی کو بھی سند جواز مل سکتی ہے؟

تو اس شبہہ کا ازالہ ملا علی قاری ☆ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں حدیث اِنَّ اللّٰہَ لَایَجْمَعُ اُمَّتِی عَلٰی ضَلَالَۃٍ (اللہ میری امت کو گمرہی پر جمع نہیں فرمائیگا) کے تحت تحریر فرماتے ہیں۔

وَالْمُرَادُ اِجْمَاعُ الْعُلَمَاءِ مِنْھُمْ وَلَا عِبْرَۃَ بِاِجْمَاعِ الْعَوَامِ (یعنی امت مسلمہ کے علماء کا اجماع مراد ہے،عوام کےاجماع کا کوئی اعتبار نہیں)

حصول المامول کے مصنف نے تو اس شبہہ کے ازالہ پر اس سے زیادہ وضاحت کے ساتھ روشنی ڈالی ہے۔تحریر کرتے ہیں۔

لَااِعْتِبَارَ بِقَوْلِ الْعَوَامِ فِی الْاِجْمَاعِ لَا وِفَاقاً وَلَا خِلَافاً عِنْدَ الْجُمْهُوْرِ لِاَنَّهُمْ لَیْسُوْا مِنْ اَهْلِ النَّظْرِ فِی الشَّرْعِیَّاتِ وَلَا یَفْهَمُوْنَ الْحُجَّةَ وَلَا یَعْقِلُوْنَ الْبُرْهَانَ.	اجماع کے سلسلے میں عوام کالانعام کی رائے کا کوئی اعتبار نہیں ہے نہ موافقت میں اور نہ مخالفت میں۔ اس لئے کہ شرعی مسائل میں انہیں کوئی دسترس حاصل نہیں ہے۔ نہ وہ حجت شرعی سے واقف ہیں اور نہ برھان کو سمجھتے ہیں۔)

مرقاۃ اور حصول المامول کے مصنف نے صاف واضح کر دیا کہ کسی مسئلہ پر ناخواندہ عوام کا اتفاق اجماع امت نہیں کہلائے گا اور نہ اسے دلیل شرعی کی حیثیت حاصل ہوگی۔ اجماع کی یہ بنیادی شرط ہے جس سے صرف نظر ہرگز نہیں کیا جا سکتا۔ ورنہ بہت سی وہ ناجائز رسوم وبدعات جو ناخواندہ عوام میں مقبول ورائج ہیں اجماع مسلمین کے نام پر سند جواز حاصل کرلیں گی۔

☆☆☆
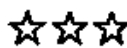
قیـــاس

قیاس کے لغوی معنیٰ ہیں ''اندازہ کرنا'' اور اصطلاح شرع میں کہتے ہیں حکم وعلت میں فرع کا اصل کے ساتھ اندازہ کرنے کو۔ نورالانوار میں ہے القیاس فی اللغۃ التقدیر وفی الشرع تقدیر الفرع بالاصل فی الحکم والعلۃ۔ مثلاً ایک مسئلہ ایسا درپیش آگیا جس کا ثبوت قرآن وحدیث میں نہیں ملتا تو اس کی مثل کوئی وہ مسئلہ لیا جو قرآن وحدیث میں ہے۔ اس کے حکم کی علت معلوم کرکے یہ کہا کہ چونکہ وہ علت یہاں بھی ہے لہٰذا اس کا یہ حکم ہے۔ جیسے کسی نے پوچھا کہ اغلام کرنا کیسا ہے؟ جواب دیا گیا کہ حالت حیض میں عورت سے جماع حرام ہے کیوں؟ پلیدی کی وجہ سے اور اس میں بھی پلیدی ہے لہٰذا یہ بھی حرام ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ قیاس کرنے والا مجتہد ہو۔ ہر کس وناکس کا قیاس معتبر نہیں قیاس کا ثبوت قرآن وحدیث اور افعال صحابہ سے ہے۔ ثبوت ملاحظہ ہو۔

قرآن میں قیاس کی بنیاد

(۱) فَاعْتَبِرُوا یَا اُوْلِی الْاَبْصَارِ۔ حشر۔ ۲ (تو عبرت لو اے نگاہ والو۔)

توضیح تلویح میں اعتبار کے معنی یہ بیان کئے گئے ہیں۔

مَعْنَی الْاِعْتِبَارِ رَدُّ الشَّیْئِ اِلٰی نَظِیْرِہٖ اَیِ الْحُکْمُ عَلَی الشَّیْئِ بِمَا ھُوَ ثَابِتٌ لِنَظِیْرِہٖ (اعتبار کے معنی ہیں شیٔ کو اس کی نظیر کی طرف پھیر دینا۔ یعنی کسی شیٔ پر وہی حکم لگانا جو اس کی نظیر کے لئے ثابت ہے۔)

عارف باللہ شیخ احمد صاوی مالکی قدس سرہ تفسیر صاوی میں تحریر فرماتے ہیں۔

فَالْاِعْتِبَارُ اَلنَّظَرُ فِی حَقَائِقِ الْاَشْیَاءِ لِیستدلَّ بِھَا عَلٰی شَیْئٍ اٰخَرَ۔ (اعتبار اشیاء کے حقائق میں غور کرنا ہے تاکہ اس کے ذریعہ دوسری شئی پر دلیل لائی جائے)

تفسیرات احمدیہ میں ہے

اِنَّ اللّٰــــہ تَــعَــالٰی اَمَرَنَـا بِـالْاِ عْتِبَـارِ وَالاِعْتِبَـارُ رَدُّ الشَّیْئِ اِلٰی نَـظِیْـرِہٖ وَھُـوَعَـامٌّ شَـامِلٌ لِلْقِیَاسِ وَالْــمُثَلاَتِ وَحِ یَکُـوْنُ اِثْبَـاتُ حُـجَّۃِ الْـقِیَاسِ بِعِبَارَۃِ النَّصِّ فَھٰذَا دَلِیْـلٌ جَـامِعٌ بَیْـنَ الْـعَقْلِ وَالنَّقْلِ وَلِـذٰلِکَ تَـرٰی اَھْـلَ الْاُصُـوْلِ یَجْعَلُوْنَہٗ تَارَۃً عَقْلِیًّا وَاُخْرٰی نَقْلِیًّا وَقَـدْ تَـمَسَّکَ بِـہٖ صَـاحِـبُ الْـمَدَارِکِ وَالْبَیـضَـاوِی وَاَیْضاً اَلْـحـجَّۃُ النَّقْلِیَّۃُ مَارُوِیَ عَنْ مَعَاذِ بْـنِ جَبَلُ قَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَـعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم بِمَ تَقْضِیْ یَامعَاذُ الْحَدِیْث.	(اللہ تعالیٰ نے ہمکو حکم دیا اعتبار کا۔اور اعتبار شیئ کا پھیرنا ہے اس کی مثل کی طرف اور وہ عام ہے۔شامل ہے قیاس اور عقوبات کو۔اور اس وقت قیاس کے حجت ہونے کا اثبات عبارۃ النص سے ہوگا۔تو یہ دلیل عقل ونقل کے درمیان جامع ہے۔اور اسی لئے تم دیکھتے ہو اہل اصول کو کہ کبھی اس کو عقلی بناتے ہیں اور کبھی نقلی دلیل لائی اس سے صاحب مدارک اور بیضاوی نے اور نیز حجت نقلیہ وہ حدیث ہے جو مروی ہے معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ سے۔فرمایا ان سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اے معاذ کس چیز سے فیصلہ کروگے۔پوری حدیث)

مذکورہ بالا آیت کے تحت تفسیر مدارک میں ہے

ھٰذَا دَلِیْلٌ علٰی جَوَازِ الْقِیَاسِ. (یہ آیت قیاس کے جواز کی دلیل ہے)

تفسیرات احمدیہ میں زیر آیت فان تنازعتم فی شیئی ہے

قَـدِاسْتَـدَلَّ بِـہٖ مُـنْـکِـرُوا الْقِیَـاس عَـلـٰی اَنَّ الـقِیَـاسَ لَیْــسَ بِحُـجَّۃٍ لِاَنَّ الـلّٰــہَ تـعَــالٰی اَوْجَبَ رَدُّ الـمُـخْتَلِفِ اِلَـی الکِتَـابِ وَالْسُنَّۃِ دُوْنَ الْقِیَاسِ وَلَنَا اَنْ نَدْ فَعَ شِبْھَتَھُمْ بِــاَنَّ رَدَّ الْـــمُــخْتَـلِفِ اِلَــی	(منکرین قیاس اس آیت کو اس بات کی دلیل بنائے ہیں کہ قیاس حجت نہیں۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے تنازع کو کتاب وسنت کی طرف پھیرنا واجب فرمایا ہے۔قیاس کی طرف نہیں۔

اُلْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ اِنَّمَا هُوَالْقِيَاسُ عَلَيْهِمَا يَدُلُّ عَلَيْهِ لَفْظُ الرَّدِّ وَلَمَّا اَمَرَبِهِ بَعْدَ اِطَاعَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَاِطَاعَةِ الرَّسُولِ دَلَّ عَلٰى اَنَّ الْاَحْكَامَ ثَلٰثَةٌ مُثْبَتٌ بِظَاهِرِ الْكِتَابِ وَ مُثْبَتٌ بِظَاهِرِ السُّنَّةِ وَمُثْبَتٌ بِالرَّدِّ عَلَيْهِمَا عَلٰى وَجْهِ الْقِيَاسِ فَكَانَتْ حُجَّةٌ لَنَا فِى اَنَّ الْقِيَاسَ حُجَّةٌ هٰكَذَا فِى الْبَيْضَاوِى.

اور ہماری دلیل یہ ہیکہ ہم اس شبہ کو دور کریں گے بایں طور کہ تنازع کا پھیرنا کتاب وسنت کی طرف انہیں دونوں پر قیاس ہی کے ذریعہ ہے جس پر لفظ ''رد'' دلالت کر رہا ہے۔ اور جب کہ حکم دیا اس کا اللہ تعالی کی اطاعت اور رسول کی اطاعت کے بعد تو دلالت ہوئی اس پر کہ احکام تین ہیں۔ مثبت ظاہر کتاب سے اور مثبت ظاہر حدیث سے اور مثبت قیاس سے کتاب وسنت کی طرف پھیرنے کے طریقہ پر۔ تو ہماری حجت اس بات میں ہوگی کہ قیاس حجت ہے ایسا ہی بیضاوی میں ہے۔

(۲) وَشَاوِرْهُمْ فِى الْاَمْرِ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ. آل عمران ۱۵۹

(اور معاملات میں ان سے مشورہ لو اور جب کسی بات کا پکا ارادہ کر لو تو اللہ پر بھروسہ کرو۔)

اس آیت کے تحت تفسیر مدارک میں ہے

فِيْهِ دَلَالَةُ جَوَازِ الْاِجْتِهَادِ وَ بَيَانُ اَنَّ الْقِيَاسَ حُجَّةٌ

(اس آیت میں اجتہاد کے جواز کی دلالت اور قیاس کے حجت ہونے کا بیان ہے۔)

اس تفسیر سے اظہر من الشمس ہے کہ اجماع امت اور قیاس دلیل شرعی کی حیثیت سے اسلام میں واجب التسلیم ہیں۔

(۳) فَاسْئَلُوا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَاتَعْلَمُوْنَ. سورہ انبیاء آیت ۷

(علم والوں سے پوچھو جو تمہیں معلوم نہ ہو)

اسی کے تحت معالم التنزیل کے حاشیہ پر ہے

هٰذامِنْ مَحَاسِنِ نَظْمِ الْقُرآنِ الْعَظِيْمِ اَمَرَالنَّاسَ اَنْ يَّسْئَلُوا اَهْلَ الذِّكْرِ الْعُلَمَاءَ بِالْقُرآنِ الْعَظِيْمِ وَ اَرْشَدَ الْعُلَمَاءَ اَنْ لَايَعْتَمِدُوْا عَلٰى اَذْهَانِهِمْ فِى فَهْمِ الْقُرْآنِ بَلْ يَرْجِعُوا اِلٰى مَابَيَّنَ لَهُمُ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وسَلَّمْ فَرَدَّ النَّاسَ اِلَى الْعُلَمَاءِ وَالْعُلَمَاءَ اِلَى الْحَدِيْثِ وَالْحَدِيْثَ اِلَى الْقُرْآنِ فَاِنَّ اِلٰى رَبِّکَ الْمُنْتَهٰى فَكَمَا اَنَّ الْمُجْتَهِدِيْنَ لَوْتَرَكُوا الْحَدِيْثَ وَرَجَعُوا اِلَى الْقُرْآنِ لَضَلُّوْا كَذٰلِکَ لِلْعَامَّةِ لَوتَرَكُوا الْمُجْتَهِدِيْنَ وَ رَجَعُوا اِلَى الْحَدِيْثِ لَضَلُّوا وَ لِهٰذَا قَالَ الْاِمَامُ سُفْيَانُ بْنِ عُيَيْنَةَ اَحَدُ اَئِمَّةِ الْحَدِيْثِ قَرِيْبُ زَمَنِ الْاِمَامِ الْاَعْظَمِ وَالْاِمَامِ مَالِکٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَاالْحَدِيْثُ مُضِلَّةٌ اِلَّا لِلْفُقَهَاءِ نَقَلَهُ عَنِ الْاِمَامِ بْنِ الْحَاجِ الْمَكِّى فِى الْمَدْخَلِ۔

(یہ قرآن عظیم کی خوبیوں سے ہے کہ لوگوں کوحکم دیا کہ علماء سے پوچھو جوقرآن عظیم کا علم رکھتے ہیں۔ اور علماء کو ہدایت فرمائی کہ قرآن پاک کے سمجھنے میں اپنے ذہن وفکر پہ اعتماد نہ کریں۔ بلکہ جو کچھ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیان فرمایا اسکی طرف رجوع کریں۔ تو لوگوں کو علماء کی طرف پھیرا اور علماء کو حدیث کی طرف۔ اور حدیث کو قرآن کی طرف۔ تو بیشک تیرے رب ہی کی طرف انتہا ہے۔ تو جس طرح مجتہدین اگر حدیث چھوڑ کر قرآن کی طرف رجوع کرتے تو بہک جاتے۔ یونہی غیر مجتہد اگر مجتہدین کو چھوڑ کر اگر حدیث کی طرف رجوع کریں ضرور گمراہ ہوجائیں اس لئے امام سفیان بن عیینہ جو امام اعظم اور امام مالک کے زمانہ کے قریب حدیث کے امام تھے فرمایا کہ حدیث گمراہ کردینے والی ہے۔ مگر فقیہوں کو۔ اسے امام ابن الحاج مکی نے اپنے مدخل میں نقل فرمایا۔)

معلوم ہوا حوادث غیر متناہی ہیں۔ قرآن و احادیث میں ہر جزئیہ کے لئے نام بنام تصریح احکام نہیں۔ اگر تصریح احکام فرمائی بھی جاتی تو ان کا حفظ وضبط نامقدور ہوتا۔ لہٰذا قرآن و احادیث نے بھی جزئیات محدودہ سے کلیات حاویہ مسائل نامحدودہ کی طرف اشعار فرمایا۔ اسکی تفصیل، تشریح اور تاصیل مجتہدین کرام نے فرمائی قرآن و احادیث کی روشنی میں۔ پھر اس تصریح نامتناہی کی صراحت کے تعذر و تشکل نے یہاں بھی وضاحت باقی رکھی جو قرناً فقرناً مشائخ کرام علماء اعلام وضاحت و تصریح کرتے چلے آئے ہر زمانہ کے حوادث تازہ کے احکام اس زمانہ کے متدین معتمد علماء کرام حاملان فقہ نے بیان فرمائے اور یہ سب کے سب اصل ہی کی طرف راجع ہوئے اور ہوتے رہیں گے۔

☆☆☆

قیاس حدیث کی روشنی میں

ابوداؤد ص ۵۰۵ باب العمل فی القضاء میں ہے اور ترمذی ص ۱۷۹ میں

عَنْ مَعَاذِ بْنِ جَبَلٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ لَمَّا بَعَثَہُ اِلَی الْیَمَنِ قَالَ کَیْفَ تَقْضِیْ اِذَا عَرَضَ لَکَ قَضَاءٌ قَالَ اَقْضِیْ بِکِتَابِ اللّٰہِ قَالَ فَاِنْ لَمْ تَجِدْ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ قَالَ فَبِسُنَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ قَالَ فَاِنْ لَمْ تَجِدْ فِیْ سُنَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ قَالَ اَجْتَھِدُ بِرَائِیْ وَلَا اٰلُوْ قَالَ فَضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ عَلٰی صَدْرِہٖ وَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ وَفَّقَ رَسُوْلَ رَسُوْلِ اللّٰہِ لِمَا یَرْضٰی بِہٖ رَسُوْلُ اللّٰہِ.

(حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یمن کا قاضی بنا کر بھیجنا چاہا تو فرمایا کہ لوگوں کے مقدمات کا فیصلہ تم کس چیز سے کروگے۔ عرض کیا قرآن کریم سے فرمایا کہ اگر قرآن میں تمکو حکم نہ ملے تو۔ عرض کیا حدیث رسول سے فیصلہ کروں گا۔ فرمایا اگر حدیث رسول میں بھی تمکو حکم نہ ملے تو۔ عرض کیا کہ میں اپنی رائے سے اجتہاد کرونگا اور اس میں کوئی کمی نہیں کروں گا۔ راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطریق التفات معاذ کے سینہ پر مارا اور حضور نے فرمایا شکر ہے خدا کا جس نے رسول اللہ کے فرستادہ کو اپنے رسول کی مرضی کے مطابق عمل کرنے کی توفیق مرحمت فرمائی۔)

اسی حدیث کے تحت ابوداؤد کے حاشیہ میں ہے۔

فِیْ ھٰذَا اِثْبَاتُ الْقِیَاسِ وَاِیْجَابُ الْحُکْمِ بِہٖ.

(اس حدیث میں قیاس کا ثبوت اور اس کے ذریعہ حکم کا واجب کرنا ہے۔)

منہاج الاصول میں ہے کہ جب حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن کا قاضی بنا کر بھیجنا چاہا تھا تو اس موقعہ پر آپ نے ابوموسیٰ اشعری سے حضرت معاذ کے جیسا سوال فرمایا تھا تو انہوں نے جواب میں عرض کیا۔

اِذَالَمْ اَجِدِ الْحُكْمَ فِی السُّنَّةِ نُقِيسُ الْاَمْرَ بِالْاَمْرِ فَمَا كَانَ اَقْرَبُ اِلَی الْحَقِّ عَمِلْنَا بِهٖ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلامُ اَصَبْتَهَا.

(جب ہم کسی مسئلہ کا صریح حکم حدیث میں نہیں پائیں گے تو ایک امر کا قیاس دوسرے امر پر کریں گے تو ہماری نظر میں جو بات حق سے قریب تر ہوگی اس پر عمل کریں گے۔ یہ جواب سن کر حضور نے اس کی توثیق فرمائی۔)

بخاری جلد ثانی کتاب الاعتصام ص ۱۰۸۸ میں ایک باب باندھا بَابُ مَنْ شَبَّهَ اَصْلاً مَعْلُوْمًا بِاَصْلٍ مُبَيَّنٍ قَدْبَيَّنَ اللّٰهُ حُكْمَهَالِيُفْهِمَ بِهَ السَّائِلُ ۔ جو کسی قاعدہ معلومہ کو ایسے قاعدے سے تشبیہ دے جس کا حکم خدا نے بیان فرمادیا ہے تا کہ سائل اسکو سمجھ لے۔

بخاری کے اس بات میں ایک حدیث نقل کی جس میں حضور علیہ السلام نے ایک عورت کو قرض کی ادائیگی پر قیاس فرماتے ہوئے اسکی ماں کے حج منذور کی ادائیگی کا حکم فرمایا۔

عَنْ اِبْنِ عِبَاسٍ اَنَّ اِمْرَأَةً جَأَتْ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ فَقَالَتْ اِنَّ اُمِّی نَذَرَتْ اَنْ تَحُجَّ اَفَاحُجُّ عَنْهَاقَالَ نَعَمْ حُجِی عَنْهَا اَرَأَيْتِ لَوْكَانَ عَلٰی اُمِّکِ دَيْنٌ اَكُنْتِ تَقْضِيْهِ قَالَتْ نعم قَالَ اِقْضُوا الَّذِی لَهُ فَاِنَّ اللّٰهَ اَحَقُّ بالوفاء.

(ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میری والدہ نے حج کی نذر مانی تھی کیا میں اسکی طرف سے حج کروں؟ فرمایاں ہاں حج کرو۔ اگر تمہاری ماں پر قرض ہوتا تو تم اسکو ادا کرتی؟ عرض کیا ہاں۔ فرمایا وہ قرض بھی ادا کرو جو اللہ کا ہے۔ کیونکہ اللہ ادائے قرض کا زیادہ مستحق ہے۔)

مذکورہ احادیث کریمہ سے واضح طور پر قیاس کے حجت شرعیہ ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔ اگر قیاس کا دخل شریعت مطہرہ میں نہیں ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک عورت کی ماں کے حج منذور کی ادائیگی کا حکم قرض کی ادائیگی پر قیاس کرتے ہوئے نہیں فرماتے۔ علاوہ ازیں حضرت معاذ کے قول اجتہد برائی اور حضرت ابو موسیٰ اشعری کے قول نقیس الامر بالامر پر اظہار ناراضگی فرماتے اور قیاس کرنے سے منع فرماتے۔ مگر آپ نے ایسا نہیں کیا بلکہ اس پر شکر خدا بجالاتے ہوئے اسکواپنی مرضی کی توثیق عطا فرمائی۔

نیز اسکی تائید وتوثیق حدیقۂ ندیہ کی اس عبارت سے بھی ہوتی ہے جس کو حدیث عَلَیْکُمْ بِهٰذَا الْقُرْآن کے تحت علامہ عبدالغنی نابلسی قدس سرہ نے تحریر فرما ہے۔ تحریر فرماتے ہیں۔

عَلَیْکُمْ اَیْ اِلْزَمُوا الْاِقْتِصَارَ عَلَی الْعَمَلِ بِهٰذَا الْقُرْآنِ فَمَا وَجَدْتُمْ فِیْهِ وَلَا یُمْکِنُ اَنْ یَّجِدُوْا اِلَّا بِحَسَبِ قُدْرَتِهِمْ وَاِلَّا فَکُلُّ شَیْئٍ فِی الْقُرْآنِ کَمَا قَالَ تَعَالٰی مَا فَرَّطْنَا فِی الْکِتٰبِ مِنْ شَیْئٍ فَالْقَاصِرُ یَجِدُ عَلٰی حَسْبِ قُصُوْرِہٖ.

(یعنی ضروری قرار دو اقتصار عمل اس قرآن پر تم اس میں جو پاؤ۔ اور ممکن نہیں ہے کہ لوگ پائیں مگر اپنی قدرت کے موافق۔ وگرنہ ہر چیز قرآن میں ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ہم نے اس قرآن میں کچھ اٹھا نہ رکھا تو قاصر اپنے قصور کے مطابق پائیگا۔)

حدیقۂ ندیہ کی تحریر سے صاف واضح ہے کہ ہر قرآن و حدیث خواں علم و حکمت عقل ودانائی اور دینی شعور میں یکساں نہیں بلکہ تفاوت ہے۔ جس پر فَوْقَ کُلِّ ذِیْ عِلْم علیم بھی دال ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جس کو جتنا علم وحکمت اور تفقہ فی الدین سے حصہ عطا فرمایا ہے وہ اتنے ہی سے بہرہ ور ہے اور قرآن و حدیث کو اتنا ہی سمجھ سکتا

ہے جتنی سمجھ اسکو قادر مطلق نے عطا فرمائی۔ لازماً نتیجہ یہ نکلا کہ ہر علم والے کو اپنے سے زیادہ علم والے کی اتباع و پیروی کرنی لازم ہے۔ کیونکہ قرآن وحدیث کی سمجھ اور استخراج احکام کی قوت اللہ تعالیٰ نے اسے زیادہ عطا فرمائی ہے۔ لہٰذا وہ خداداد علم و حکمت اور دینی سمجھ کے ذریعہ آیات قرآنیہ واحادیث کریمہ میں غور وفکر کر کے ایسے احکام ومسائل کا استخراج کرتا ہے جو آیات واحادیث سے ظاہراً معلوم نہیں ہوتے اور یہ قیاس ہی کے ذریعہ انجام پاتا ہے۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

اگر کسی کے افق ذہن پر یہ شبہ نمودار ہو کہ قرآن حکیم اور سنت نبی کریم امور دینیہ میں ہر مکلّف کو کافی ہیں۔ وہ ظاہر وباطن کسی میں ان دونوں کے غیر کی طرف محتاج نہیں۔ انہیں کے انوار اسے کافی ہیں وہ کسی اور روشنی کا حاجت مند نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا جو امر کتاب وسنت سے ثابت نہیں وہ بدعت مکروہیہ اور گمراہی وضلالت ہیں۔ جس کی تائید حدیث رسول سے ہوتی ہے ارشاد ہے۔

تَرَكْتُ فِيكُمْ اَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابُ اللّٰهِ وَسُنَّةُ رَسُوْلِهٖ. (میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑیں جب تک تم ان دونوں کو مضبوط تھامے رہو گے ہرگز گمراہ نہیں ہوگے۔ وہ دو چیزیں قرآن وحدیث ہیں۔)

اس شبہ کے جواب کی ایک جھلک میں ابتداءً تحریر کر چکا ہوں کہ اجماع امت اور قیاس، قرآن وحدیث کے مخالف الگ کوئی چیز نہیں۔ بلکہ انہیں دونوں کے فرع ہیں جو بحکم قرآن وحدیث حجت شرعیہ ہونے کی حیثیت سے واجب التسلیم ہیں اور یہ دونوں قرآن وحدیث ہی کے انوار کی ضیاء پاشی ہیں اور ان سے استخراج واستنباط کردہ ہیں۔ اجماع وقیاس کی روشنی ہرگز گمراہی وضلالت نہیں۔

اگر منکرین کا قول معتبر ہو تو امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جن کا زمانہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ سے متصل ہے بلکہ آپ تابعی ہیں ان سے لیکر اب تک ائمۂ

مجتہدین، علماء متقدمین ومتاخرین اور اولیاء امت جنہوں نے اجماع وقیاس کو دلیل شرع جانا، مانا، بتایا اور مسائل شرعیہ کا استخراج واستنباط فرمایا معاذ اللہ صد بار معاذ اللہ ان حضرات نے کیا قرآن وحدیث کو نہیں سمجھا کہ اس کے خلاف گمراہی وضلالت کا دروازہ وا کیا؟ اور بددینی کو فروغ دیا؟ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ ان حضرات پر بچشم تنقید نگاہ ڈالنے والے اور ان کے کارنامے کو گمراہی بتانے والے خود ہی قرآن وسنت کو سمجھنے سے قاصر ہیں اور گمراہ وبددین ہیں۔

ان حضرات نے قرآن وحدیث کے مفاہیم ومطالب اور ان کی باریکیوں کو صحیح طور پر جتنا زیادہ سمجھا اور جانا اس کا عشر عشیر بھی آج کا ملا نہیں سمجھ سکتا اگرچہ بزعم خویش خود کو بقراط اور بحر العلوم ہی تصور کرے اور اپنی ذریت سے منوائے۔

ائمہ مجتہدین یہ وہ حضرات ہیں جو تفقہ فی الدین کے اعلیٰ مقام پر فائز ہیں اور ان حضرات کے کارنامے قرآن وسنت کے مطابق مشعل راہ ہدایت ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ ائمہ مجتہدین اور علماء متقدمین قرآن وسنت کی روشنی میں دلائل شرع چار بتائے اور اسکی جانب رہنمائی فرمائی۔ امام نسفی منار میں تحریر فرماتے ہیں۔

اِنَّ اُصُوْلَ الشَّرْعِ ثَلٰثَةٌ اَلْكِتَابُ وَالسُّنَّةُ وَاِجْمَاعُ الْاُمَّةِ وَالْاَصْلُ الرَّابِعُ الْقِيَاسُ.	(اصول شرع تین ہیں کتاب، سنت، اجماع امت اور چوتھی اصل قیاس ہے۔)

اور صاحب نور الانوار تحریر فرماتے ہیں۔

اَلْاَصْلُ الرَّابِعُ بَعْدَ الثَّلٰثَةِ لِلْاَحْكَامِ الشَّرْعِيَّةِ هُوَ الْقِيَاسُ الْمُسْتَنْبَطُ مِنْ هٰذِهِ الْاُصُوْلِ الثَّلٰثَةِ.	قرآن وسنت اور اجماع کے بعد چوتھی اصل احکام شرعیہ کے لئے قیاس ہے۔ جو انہیں تینوں اصول سے مستنبط ہے۔

عارف باللہ حضرت علامہ عبد الغنی نابلسی قدس سرہ القدسی آج سے تقریباً تین سو سال قبل اسی شبہ کا جواب دیتے ہوئے اپنی کتاب حدیقہ ندیہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

قُلْنَافِي الْجَوَابِ عَنْ ذٰلِكَ نَعَمْ	اس کے جواب میں ہم نے کہاہاں شریعت کی
اَدِلَّةُ الشَّرْعِ اَرْبَعَةٌ وَلٰكِنَّهَا تَرْجِعُ	دلیلیں چار ہیں۔ لیکن وہ لوٹتی ہیں دو یعنی
اِلَى اِثْنَيْنِ الْكِتَابُ وَالسُّنَّةُ اِذْلَابُدَّ	کتاب وسنت کی طرف۔ اس لئے کہ اجماع
لِلاجْمَاعِ مِنْ سَنَدٍ اَىْ دَلِيْلٍ	کے لئے سند ضروری ہے یعنی ایسی دلیل جس
يَسْتَنِدُ قَوْلُ اَهْلِ الْاِجْمَاعِ اِلَيْهِ.	کی جانب اہل اجماع کا قول مستند ہو۔

اسی حدیقہ ندیہ میں ابن ملک کی شرح المنار کے حوالہ سے ہے۔

قَدَّمَ الْكِتَابَ لِاَنَّهُ حُجَّةٌ مِنْ كُلِّ	کتاب کو مقدم کیا اس لئے کہ وہ ہر وجہ
وَجْهٍ وَاَعْقَبَهُ بِالسُّنَّةِ لِاَنَّ حُجِّيَتَهَا	سے حجت ہے۔ اور سنت کو اس کے بعد
ثَابِتَةٌ بِالْكِتَابِ وَاَخَّرَ الْاِجْمَاعَ	لایا اس لئے کہ اس کی حجیت کتاب سے
لِتَوَقُّفِ حُجِّيَتِهٖ عَلَيْهِمَا ثُمَّ قَالَ	ثابت ہے اور اجماع کو موخر کیا کتاب
وَالْقِيَاسُ اَصْلٌ بِالنِّسْبَةِ اِلٰى	وسنت ہی پر اسکی حجیت موقوف ہونے کی
حُكْمِهٖ فَرْعٌ بِالنِّسْبَةِ اِلَى الثَّلٰثَةِ	وجہ سے۔ پھر کہا اور قیاس بہ نسبت اپنے
وَكَوْنُ حُجِّيَّةِ السُّنَّةِ مَوْقُوْفَةٌ عَلَى	حکم کے اصل ہے۔ اور کتاب، سنت و
الْكِتَابِ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَمَا اٰتٰكُمُ	اجماع کے بہ نسبت فرع ہے۔ اور سنت
الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ	کی حجیت کتاب پر موقوف ہونا اللہ تعالٰی
فَانْتَهُوْا وَتَوَقُّفُ الْاِجْمَاعِ	کے قول وَمَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُ وْهُ کی وجہ سے ہے اور اجماع کا کتاب
عَلَيْهِمَا بِسَبَبِ اِشْتِرَاطِ السَّنَدِلَهٗ	وسنت پر موقوف ہونا اس کے لئے سند کی
وَهُوَمِنْ اَحَدِهِمَا حَالًا اَوْمَآلًا	شرط لگانے کے سبب ہے۔ اور اجماع
فَالْكِتَابُ اَصْلٌ مِنْ كُلِّ وَجْهٍ	حالاً یا مآلاً کتاب وسنت سے کسی ایک
وَالسُّنَّةُ وَالْاِجْمَاعُ اُصُوْلٌ مِنْ	سے ہے تو کتاب من کل الوجوہ اصل
وَجْهٍ وَفُرُوْعٌ مِنْ وَجْهٍ (فَمَرْجِعُ	ہے اور سنت واجماع من وجہ اصل ہے۔

اُلاَحْـكَـامِ)الشَّرْعِيَّةِ كُـلِّهَـا (وَمُثْبِتِهَـا) اَىْ الـحَـاكِـمُ بِاِثْبَاتِهَا (اِثْـنَانِ) فَقَطُ فِي الحَقِيْقَتِ وَهُمَا الـكِتَابُ وَالسُّنَّةُ وَالْاَدِلَّةُ البَاقِيَةُ رَاجِعَةٌ اِلَيْهِمَا

اور من وجہ فرع ہیں تو تمام احکام شرعیہ کا مرجع اور اس کا مثبت یعنی اس کے اثبات کا حاکم حقیقت میں صرف دو ہیں۔اور وہ دونوں کتاب و سنت ہیں اور ادلہ باقیہ انہیں دونوں کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

بحمداللہ سبحانہٗ وتعالیٰ شانہٗ وبکرم حبیبہ الاعلیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بروجہ اتم آیات مقدسہ واحادیث کریمہ واقوال علماء و ائمہ سے آفتاب نصف النہار کی طرح روشن وتاباں ہوگیا کہ اصول شرع چار ہیں۔ان چار اصول کے بغیر شریعت پر عمل ممکن ہی نہیں۔جو شخص یہ چار اصول نہ مانے وہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کا نام ہی لیتا ہے درحقیقت کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر عامل نہیں۔اور غیر مجتہد کو بے تقلید، کتاب وسنت پر عمل ممکن نہیں۔

ایک دلچسپ مکالمہ

بماہ شعبان المعظم ۱۳۹۲ھ دارالعلوم قادریہ علی پٹی کا رمضانی پوسٹر کی طباعت کی غرض سے دربھنگہ حمیدیہ برقی پریس میں پہونچا۔یہ پریس غیر مقلدین کے مدرسہ احمدیہ سلفیہ سے ملحق ہے۔وہاں غیر مقلدین کے بڑے گرو مولوی عین الحق بلکٹوی سے جو اس مدرسہ کے نائب شیخ الحدیث تھے راقم الحروف کی ملاقات ہوئی۔میں نے ان سے پوچھا مولانا صاحب آپ لوگ تو فقہ کی تعلیم اپنے بچوں کو نہیں دیتے ہوں گے؟ انہوں نے چونک کر جواب دیا کیوں نہیں؟ ہم لوگ بھی پڑھتے پڑھاتے ہیں۔میں نے کہا آپ لوگوں کو نہیں پڑھانا چاہئے کیونکہ فقہ میں جو مسائل ہیں وہ ائمۂ کرام کے استخراج واستنباط کردہ ہیں اور آپ لوگ ائمہ سے کسی کی تقلید نہیں کرتے بلکہ اسے حرام جانتے ہیں۔انہوں نے جواباً یہ کہا کہ ہم لوگ فقہ پڑھاتے ہیں تو قرآن وحدیث سے

دلیل ڈھونڈ ڈھونڈ کر پڑھاتے ہیں۔

ان کے اس جواب پر میں نے کہا کہ حضرت امام فخر الدین رازی رحمتہ اللہ علیہ نے ایک بار فرمایا اگر میں چاہوں تو صرف اعوذ باللہ سے بارہ ہزار مسائل کا استخراج کردوں۔ حاضرین نے ازراہ تعجب عرض کیا حضور آپ بارہ ہزار مسائل کا استخراج فرمادیں گے۔ آپ نے معاً دوبارہ فرمایا اگر میں چاہوں تو بارہ لاکھ مسائل نکال دوں۔

حضرت امام رازی کا یہ قول بیان کرتے ہوئے میں نے کہا مولانا صاحب آپ اعوذ باللہ کو کتنے مسائل کی دلیل بنا سکتے ہیں؟ پھر میں نے کہا کہ آپ بہت باصلاحیت ہوں گے اور آپ کی ذہانت کام کریگی تو زیادہ سے زیادہ دس مسائل کی دلیل ٹھہرالیں گے۔ آپ لوگ تعلیم فقہ کے وقت جب ہر ایک مسئلہ کی دلیل قرآن وسنت سے ڈھونڈ کر تعلیم دیتے ہیں تو فرض کیجئے کوئی ایسا مسئلہ آیا جس کی دلیل اعوذ باللہ ہے اور وہ آپ کی سمجھ سے ماورا گیارھواں مسئلہ ہے اور آپ کی صلاحیت وذہانت کی رسائی دس تک ہی محدود ہے تو ایسی صورت میں آپ لوگ کیا کرتے ہیں؟ اور اس مسئلہ کی دلیل کس کو تصور کرتے ہیں؟

میرے اس استفسار کے بعد وہ ایسے محاصرہ میں آگئے جس سے وہ اپنے موقف ومنہج کے ساتھ نکل نہ سکے اور لاجواب ہوئے تو جھٹ سے کہا کہ ہملوگ بھی تقلید کرتے ہیں۔ میں نے ان کے اس جواب اور اقرار تقلید پر ان سے کہا کہ پھر آپ لوگ تقلید کو حرام اور اپنے آپ کو غیر مقلد کیوں کہتے ہیں؟ اس پر انہوں نے جواب دیا کہ یہ آپ لوگوں کی ذرہ نوازی ہے کہ ہم لوگوں کو غیر مقلد کہتے ہیں۔ ورنہ ہملوگ بھی مقلد ہیں۔

اجماع امت، قیاس کے منکرین اور غیر مقلدین کا یہ ہے طرۂ امتیاز کہ جب ان لوگوں کی کشتی بھنور میں آجاتی ہے اور ڈگمگانے لگتی ہے تو ائمۂ کرام کی تقلید کا سہارا لیکر اور مقلد بن کر اپنی جان بچالیتے ہیں۔

قیاس کے منکر جواب دیں

نحو وصرف کہ جس کے بغیر قرآن وحدیث کا سمجھنا دشوار ہے اس کا پڑھنا پڑھانا قرآن واحادیث کو بشکل کتاب لانا اوران کو اعراب سے مزین کرنا، رکوع اور منزل متعین کرنا آیت نمبر لگانا، مدارس ومکاتب کی تعمیر، مسجد کی تزئین اوراس میں قندیل وفانوس لگانا، لاؤڈاسپیکر سے اذان ونماز، وعظ وتقریر کرنا، جشن صدسالہ منانا، جلسۂ سیرۃ النبی کرنا کرانا اوراس کے لئے اسٹیج وپنڈال بنانا، ہوائی جہاز، ریل گاڑی، بس اور موٹر سائکل پر سوار ہوکر سفر کرنا، گھڑی، دھاتوں کے برتن، تار، ٹیلی فون کا استعمال کرنا اور قسم قسم کے وہ لذیز ماکولات ومشروبات (کھانے پینے کی چیز) جن کا ایجاد دورصحابہ کے بعد ہواان تمام چیزوں کے جواز کی صراحت ووضاحت کیا قرآن وحدیث میں موجود ہے؟ اگر ہے تو آیت قرآنیہ یا احادیث کریمہ پیش کریں۔اور اگر نہیں تو پھران کے جواز کی دلیل کیا ہے؟ اور کس نے ان کا جائز ہونا بتایا؟

اجماع وقیاس کے منکرین مذکورہ اشیاء کے جواز سے متعلق اگر ایسی آیات واحادیث پیش نہیں کرتے جن میں ان کی وضاحت وصراحت ہوتو گویا خود اپنے اجماع وقیاس کے ذریعہ ان اشیاء کے جواز کا حکم دیتے ہیں۔اوران پر عمل کرتے ہیں۔دریں صورت اجماع وقیاس کا انکار۔ان لوگوں کا محض عناد ومکابرہ ہے۔وماتوفیقی الا باللہ اللّٰھُمّ ارزقنا اتباع خاتم النبین واٰلہ الطاھرین واصحابہ المھدیین وائمة المجتھدین وصلی اللہ تعالی علی سید المرسلین واٰلہ واصحابہ اجمین.

☆☆☆